شریمد

بھگوت گیتا

(بزبان فارسی)

(فیضی)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

انتساب

اُس انسان کے نام جو

صحیح انسانیت کی تلاش میں

سرگرداں ہے

باسمہ تعالیٰ

عرضِ حال

ہندو مذہب کی مقدس کتب میں سے جس کتاب نے
بین الاقوامی شہرت حاصل کی اور جس کے سب سے زیادہ تراجم
غیر ملکی زبانوں میں ہوئے شری مد بھگوت گیتا ہے۔ سب
سے پہلا ترجمہ جو کسی غیر ملکی زبان یعنی فارسی زبان میں اس کتاب
کا کیا گیا غالباً **علامہ فیضی** کا یہی ترجمہ ہے جو اس وقت آپ
کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

لندن کی انڈیا آفس لائبریری میں دو قلمی نسخے موجود ہیں۔
یہ دونوں فارسی نثر میں ہیں۔ ایک نسخہ پر تو کسی مترجم کا نام درج نہ
ہونے کی وجہ سے اس کے متعلق کوئی صحیح رائے قائم نہیں ہو
سکی کہ یہ کس بزرگ ہستی کی کاوشِ قلمی کا نتیجہ ہے۔ اس کی
ابتدا یوں ہوتی ہے:۔

"آغاز بھگوت گیتا کہ در مہابھارت سری کرشن جیو با ارجن
از زبان مبارک فرمودہ اند کہ آں را بزبان ہندوی گیتا نامند"

گویند ــ انجمن باجمیع من .... الخ

البتہ دوسرے نسخہ پر ابوالفضل کا نام درج ہے لیکن مستشرقین یورپ اس سے متفق نہیں۔ اُن کی رائے میں یہ ترجمہ شاہجہان کے بڑے بیٹے شہزادہ دارا شکوہ کا کیا ہوا ہے اور یہ اس طرح شروع ہوتا ہے :-

> اول انجمن یکہا د نام دھرتراست (دھرت راشٹر گفت
> اے سنجے در زمین کرکیت (کوروکشیترا) کہ مزرعہ نیکوکار است
> مردم من و جماعت .... الخ

تذکرہ بالا مؤخر الذکر قسم کا ایک عمدہ قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے پاس بھی موجود ہے۔ اس نسخہ پر شہزادہ دارا شکوہ کا نام درج ہے نیز اسے آبِ زندگی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ سوسائٹی مذکورہ کے محققین کی رائے میں یہ ترجمہ شہزادہ موصوف کی ہدایت سے کسی اور نامعلوم ہستی کا کیا ہوا ہے بعینہٖ اسی قسم کا ایک قلمی نسخہ جناب پنڈت امرناتھ مدن صاحب ساحر دہلوی متصل اینٹر لال حویلی چوڑی گراں دہلی کے پاس بھی موجود ہے۔ ان کی رائے میں یہ ترجمہ علامہ فیضی کا کیا ہوا ہے۔ چنانچہ ۱۹۲۸ء میں انہوں نے کلا کسان

ہندو دھرما سنگھا دہلی کے ایما سے اس نسخہ کو راز مغفرت کے
نام دے کر کتابی صورت میں دہلی سے شائع کیا۔ اب دیکھنا یہ
ہے کہ نسخہ تو ایک ہی ہے اور مترجم بھی یقیناً ایک مگر محققین کی
رائے میں ایک غیر معمولی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اظہار رائے تو
سب نے کر دی لیکن حقیقی مترجم کوئی بھی نہ ڈھونڈھ سکا ہر
ایک نے محض قیافہ آرائی سے ہی کام لیا۔ اور اپنے اپنے دعاوی
کے ثبوت میں کسی قسم کی کوئی دلیل نہیں دی۔

اب اس منظوم ترجمے کو لیجئے۔ اس ترجمے کا بھی ایک
قلمی نسخہ بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے پاس موجود ہے جس
کے سرورق پر علامہ فیضی کا نام لکھا ہوا ہے۔ سنہ ۱۲۸۹ھ مطابق
سنہ ۱۸۷۲ء میں کسی کندن لعل سیار کے ہاتھوں شاہجہان آباد
میں قلمبند ہوا۔ سوسائٹی والوں کی نظر میں یہ ترجمہ علامہ فیضی کا
نہیں۔ مگر قاضی محمد بشیر صاحب صدیقی آف نارووال (پنجاب)
کا نظریہ اس کے بالکل برعکس ہے یعنی یہ کہ یہ ترجمہ علامہ فیضی
کا ہی کیا ہوا ہے۔ چنانچہ زمانہ حاضرہ کے بھی بعض علماء و فضلاء
کی رائے اس بارہ میں جب طلب کی گئی تو بعض نے اس کے
حق میں اور بعض نے اس کے مخالف رائے دی۔ مخالفین اپنے

دعویٰ کے ثبوت میں سب سے بڑی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اس
ترجمہ کی زبان ویسی نہیں جیسی کہ علامہ فیضی کی دوسری کتابوں
اور بالخصوص مثنوی نل دمن کی ہے - اور یہ کہ یہ ترجمہ کسی کا لکھا
کا کیا ہوا معلوم ہوتا ہے - اعتراض تو کسی حد تک بجا ہے مگر
انھیں شاید یہ معلوم نہیں کہ آمد اور آورد میں زمین آسمان کا فرق
ہوتا ہے مثنوی نل دمن آمد ہے اور اس ترجمہ میں سراسر آورد
دوسرے یہ کہ کسی شاعر کے ابتدائی کلام اور آخری دور کے
کلام میں نمایاں فرق ہوتا ہے - تیسرے یہ کہ جس کو شستہ فارسی
پوری طرح نہیں آتی وہ بھلا عربی زبان کا کیسے ماہر ہو سکتا ہے
خصوصاً کہ اس ترجمہ میں تو عربی زبان کے الفاظ اور محاورے
کثرت سے پائے جاتے ہیں - چوتھے یہ بات بھی قابل غور
ہے کہ اس زمانہ میں چھاپہ خانہ تو تھا ہی نہیں - شائقین ہمیشہ
ایک دوسرے سے کتب مہیا کر کے کاتبوں سے لکھوا لیا
کرتے تھے - اور کاتب حضرات کو آپ جانتے ہی ہیں کہ اس
ترقی یافتہ زمانہ میں بھی بڑی بڑی فاش غلطیاں کر جاتے ہیں
اگر شریمد بھگوت گیتا میں ایسی غلطیاں پائی جاتی ہیں تو
اس میں کاتب حضرات مورد الزام ہیں نہ کہ شاعر - پانچویں

کہ کہنے کو تو انہوں نے کہہ دیا کہ یہ ترجمہ علامہ فیضی کا نہیں مگر
یہ کوئی بھی نہ بتلا سکا کہ یہ ترجمہ آخر ہے کس کا۔ ان مختصر سی
وجوہ کے بیان کر دینے کے بعد ہمیں قاضی محمد منیر صاحب
چشتی فاضل کی رائے سے اتفاق کرنا پڑتا ہے کیونکہ قاضی
صاحب موصوف کے پاس بھی اسی نوعیت کا ایک قلمی نسخہ
موجود تھا جس کو انہوں نے منظوم صورت میں بزبان اردو
"اسرار معرفت" کا نام دے کر ۱۹۲۱ء میں لاہور سے شائع
کیا۔ یہ منظوم اردو ترجمہ اس وقت بھی قاضی صاحب موصوف
کے بھانجے قاضی محمد نذیر احمد ڈپٹی دفتر اکونٹنٹ جنرل صاحب
بہادر صوبہ پنجاب لاہور سے مل سکتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ سرکار انگلشیہ کے دور دورہ سے پیشتر
اکثر اصحاب ذوق کے پاس انہیں اقسام کے قلمی نسخے موجود
تھے جن میں سے کسی ایک کو فراہم کر کے لاہور کے ایک تاجر
کتب منشی رام پرشاد نرائن دت بیرون لوہاری دروازہ لاہور
نے ایک معمولی سے پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا۔ اس
کی کتابت اور طباعت کے متعلق اگر بدترین کا لفظ استعمال
کیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ چند یوم ہوئے کہ یہ نسخہ اچھے

دیرینہ کرم فرما، ادیب و روزنگار جناب مسٹر پی کے وائل دام
اقبالہ حال اکونٹنٹ جنرل صاحب بہادر صوبہ پنجاب لاہور
کی نظر سے گذرا۔ سرسری نظر میں ہی آپ کی دوررس اور نقطہ
شناس نگاہوں نے اس نسخہ کی علمی، ادبی اور اصطلاحی غلطیاں
نکال ڈالنے کے علاوہ کئی ایک دوسری خامیوں کی طرف اشارہ کیا
جنہیں دیکھ کر مجھے بھی دکھ ہوا اور میں نے محسوس کیا کہ ایسی
نایاب چیز ایسی کس مپرسی کی حالت میں نہ رہنی چاہئے۔ چنانچہ
میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ کم از کم ایک بار تو ضرور زمانہ گذشتہ کے
مشہور معلم (استاد) کی یادگار تازہ کر سکنے والے اس بہترین تحفہ کو صحیح
کر کے اصلی کتابت و طباعت کے ساتھ اپنے بھائیوں کی خدمت
میں پیش کروں۔ کہنے کو تو آسان بات ہے مگر کام کرنے والا ہی
جانتا ہے کہ کسی کتاب کی تصحیح میں کیا کیا مشکلات درپیش ہوتی
ہیں۔ چنانچہ کئی مہینوں کی مسلسل محنت اور پانی کی طرح روپیہ
بہا دینے کے بعد یہ نتیجہ برآمد ہوا اور اس وقت آپ کے ہاتھوں
میں ہے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

پیشتر اس سے کہ آپ کو شرح پر گفتگو کرتا کے نفس مضمون
اور مطالب و مقاصد سے آگاہ کیا جائے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ

آپ کو اس فاضل اور قابل قدر مترجم علامہ فیضی کے مختصر سوانح
حیات سے بھی روشناس کرایا جائے کیونکہ یہ ترجمہ درحقیقت مشہور بلکہ
بھگوت گیتا کا تحت اللفظ ترجمہ نہیں بلکہ اس کے مرادی معنی
دیا ہے، جس کے نفس مضمون کو ذہن میں جگہ دے کر نہایت آزادی
سے اس کے مطالب کو عوام تک پہنچانے کی کوشش کی گئی
ہے۔ کیوں نہ ہو بھلا علامہ فیضی جیسے سنسکرت کے زبردست
فاضل کے لئے یہ کوئی مشکل بات نہ تھی۔ ترجمہ کرتے وقت فاضل
مولف نے اصل مطالب کو فوت نہیں ہونے دیا۔ نیز یہ کہ ترجمہ
کرتے وقت زبان ایسی سادہ سلیس اور شستہ استعمال کی
ہے کہ آج کل کے زمانہ کا ایک اوسط درجہ کا فارسی دان
بھی سب کچھ بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ یہ تمام خوبیاں آپ اسی
ترجمہ میں پائیں گے۔ مشہور بھگوت گیتا کے دوسرے مختلف
تراجم آپ کو غیر ملکی زبانوں میں ملیں گے وہ بغیر امدادی کتاب یا ڈکشنری
لغت کے پڑھے نہیں جا سکتے حتیٰ کہ اردو جیسی عام فہم زبان میں بھی
جتنے تراجم موجود ہیں ان میں بلا مبالغہ نصف حصہ سنسکرت کے الفاظ
پائے جاتے ہیں جن کا سمجھنا اور سمجھانا کارے دارد والا معاملہ پیدا کر دیتا
ہے۔ اس منظوم ترجمہ میں سوائے ان تھوڑے سے الفاظ کے جن کا بدل

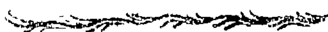
استعمال کرنے سے مطلب کے فوت ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ قابل مترجم نے فارسی الفاظ کو نہایت قابلیت کے ساتھ جگہ دی ہے اور کسی مترجم کے لئے یہی سب سے بڑی خوبی کی بات ہے۔ اس بات کا اندازہ صرف وہی حضرات لگا سکتے ہیں جو سنسکرت اور فارسی دونوں زبانوں میں کافی استعداد رکھتے ہوں۔

آخر میں میں اپنے اُن تمام احباب کا جو کہ میرے اس کام میں ممد و معاون ثابت ہوئے اور جنہوں نے میری ہر طرح سے حوصلہ افزائی فرمائی دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

نہ ستائش کی تمنّا نہ صلہ کی پروا
نہ سہی گر میرے الفاظ میں معنی نہ سہی

یکم دسمبر ۱۹۴۱ء

محمد شفیع کمبوہ



علامہ ابو الفیض فیضی فیاضی

علامہ فیضی اکبرِ اعظم شہنشاہ ہندوستان کے عہدِ حکومت میں بمقام آگرہ ۱۵۴۷ء مطابق ۹۵۴ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ شیخ مبارک ایک ستم رسیدہ بزرگ کے بیٹے تھے۔ افلاس و نکبت کی وجہ سے بوڑھا شیخ ان کی تعلیم و تربیت کا خاطر خواہ انتظام تو نہ کر سکا مگر تاہم اس نے ان کی بہترین تعلیم کے لئے بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ چنانچہ بچپن ہی میں ہونہار تھے۔ مختلف مشائخ کی صحبت میں رہ کر جوان ہوئے۔ علم و فن کا شہرہ دور دور پھیل گیا۔ اسی دوران میں سوئے اتفاق سمجھئے یا کچھ اور کہ اکبرِ اعظم کے کانوں تک ان کی خبر پہنچی۔ جوہری کو جوہر کی تلاش نے اتنا بے قرار کر دیا کہ بارگاہِ عالی سے فوراً ہی حکم نامہ طلبی صادر ہوا۔ آناً فاناً چند ترکمان سپاہی ان کے دروازے پر جا دھمکے۔ بوڑھا شیخ تو اس وقت گھر میں ہی موجود تھا مگر بیٹے کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ ترکمانوں کو دیکھ کر شیخ سہم گیا۔ سمجھا کہ کوئی اور بلائے ناگہانی نازل ہو رہی ہے۔ دل میں طرح طرح کے وسوسے پیدا ہو گئے کھٹکا ہونے لگا

یہیں نازل جو ہوتی ہر بلا ہے
مرا گھر ہے کہ یارب کربلا ہے

اسے کیا علم تھا کہ اس کا لڑکا مجرم کی حیثیت سے نہیں بلکہ بادشاہ کے شوق کا گلدستہ بن کر جا رہا ہے۔ اسی سوچ میں تھا کہ اُدھر سے جاجزادہ صاحب بہادر بھی تشریف لے آئے اور ترکمان سپاہیوں کے ساتھ یہ جادہ جا گھر والے اسی حیرانی و پریشانی میں تھے کہ چند دنوں کے بعد مفصل حالات سے مطلع ہونے پر بوڑھے شیخ کے دل کی مرجھائی ہوئی کلی ایک بار پھر شگفتہ ہوئی۔ بادِ خزاں کی جگہ اب پھر بادِ بہاری کے جھونکے آنے لگے نحوست دور ہوئی اور ہر طرف سے مبارکبادی کی صدائیں آنے لگیں۔

دربارِ شاہی میں حاضر ہوئے تو انہیں بادشاہ کے کٹہرے کی جالی کے باہر کھڑا ہونے کو کہا گیا۔ کھڑے ہوتے ہی فی البدیہہ یہ قطعہ پڑھا:

بادشاہا برونِ پنجرہ ام   از سرِ لطف خود مرا جادہ
زانکہ من طوطیِ شکر خایم   جائے طوطی برونِ پنجرہ بہ

گوہر شناس اکبر اس حاضر کلامی سے بہت خوش ہوا اور نزدیک آنے کی اجازت بخشی۔ سب سے پہلا قصیدہ جو علامہ فیضی نے دربار میں پڑھا الفربیاً دو صد اشعار پر مشتمل ہے جس کا مطلع یہ ہے ؎

سحر نوید رساں قاصدِ سلیمانی   رسید ہمچو سعادت کشادہ پیشانی

اول اول مشہور تخلص کیا۔ پھر فیضی اور بعدازاں فیاضی۔
ایک بلند خیال شاعر اور شگفتہ مزاج عالم ہونے کے سبب بہت جلد
ہی بادشاہ کے مصاحب خاص چنے گئے۔ معاملہ سیاسی ہو یا مذہبی
کوئی بات ایسی نہ تھی جس میں ان کی رائے نہ لی جاتی ہو۔ تمام شہزادے
تعلیم کی خاطر انہیں کے سپرد ہوتے چنانچہ شہزادہ سلیم، مراد اور
دانیال کو ان ہی کی شاگردی کا فخر حاصل تھا۔ ۹۹۶ھ میں انہوں
نے ایک رباعی لکھی:۔

آں روز کہ فیض عام کردند ... مارا ملک الکلام کردند
مارا زحسام در ربودند ... تا کار سخن تمام کردند

شہنشاہ اکبر جو ہمیشہ انہیں شیخ جیو کے نام سے پکارا کرتے
تھے اس رباعی کو سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور علاوہ مروجہ انعام و
اکرام کے انہیں ملک الشعرا کا خطاب مرحمت فرمایا۔

ایک غیر معمولی قابلیت کے حامل ہونے کے باعث انہوں نے
تقریباً ہر مضمون یعنی نظم، طب، نجوم، موسیقی، حکمت، تصوف، ہیئت،
ہندسہ، تفسیر، حدیث اور فقہ پر لاتعداد کتابیں تصنیف کیں۔ علاوہ فارسی
اور عربی کے چونکہ سنسکرت زبان کے بڑے زبردست فاضل تھے۔
اس لئے اکبر اعظم کے حکم سے سنسکرت کی بیشتر کتابوں کا ترجمہ فارسی

زبان میں کرتے رہے۔ لیلاوتی (جوکہ سنسکرت زبان میں ریاضی کی کتاب تھی) مہابھارت۔ اتھروِن بید اور بھاگوت گیتا وغیرہ کا ترجمہ ان کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔ علاوہ مندرجہ بالا کتب کے اُن کی مشہور و معروف تصنیفات درج ذیل ہیں :—

تفسیر سواطع الالہام۔

موارد الکلم

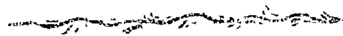
مرکز ادوار بمقابلہ مخزن اسرار از نظامی گنجوی۔

سلیمان بلقیس	" خسرو شیریں	" "
نل دمن	" لیلیٰ مجنوں	" "
ہفت کشور	" ہفت پیکر	" "
اکبر نامہ	" سکندر نامہ	" "

تباشیر الصبح یعنی دیوان فیضی فیاضی جوکہ تقریباً نو ہزار ابیات کا مجموعہ ہے۔ کہتے ہیں کہ مثنوی نل دمن کا جواب آج تک نہیں لکھا گیا۔ ان کے علاوہ فیضی فیاضی کے وہ خطوط جو انھوں نے امور سلطنت وغیرہ کے سلسلے میں وقتاً فوقتاً لکھے انشائے فیضی کے نام سے موسوم ہیں۔ یہ خطوط علم و ادب میں ایک نمایاں اضافہ کا درجہ رکھتے ہیں۔

۱۵ اکتوبر ۱۹۵۵ء مطابق ۱۰ صفر ۱۳۷۵ھ میں تقریباً چھ ماہ بعارضۂ ضیق النفس و استسقاء وغیرہ مبتلا رہ کر اس دنیائے فانی سے ہمیشہ کے لئے کوچ کر گئے۔ بیماری کے ایام میں اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

گر ہمہ عالم بہم آید تنگ
بہ نشو و پاستمی ہر لنگ



دیباچہ
از ناشر

ہندو عوام کا بالخصوص وشنویوں، دیگر مذاہب کا بالعموم یہ عقیدہ
ہے کہ خدا اپنی ذات کو دنیا کے سامنے وقتاً فوقتاً مختلف قالبوں میں
پیش کیا کرتا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر سری رام چندر جی اور سری
کرشن جی کو خدا کا مظہر یا اوتار سمجھا جاتا ہے۔ بعض بزرگوں کا
خیال ہے کہ ان اوتاروں کا ظہور خود بخود نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ عین اس
وقت ہوتا ہے جب دنیا میں ان کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ ان
اوتاروں کے ذمے الگ الگ فرائض ہوتے ہیں جن کو وہ مختلف
حالتوں اور مختلف شخصیتوں کی صورت میں ظاہر ہو کر پورا کرتے رہتے
ہیں۔ چنانچہ شریمد بھگوت گیتا میں اس بارے میں خدا کی طرف
سے یوں ارشاد ہوتا ہے :-

جو بنیاد دین سست گردد ہمے
نمایم خود را بشکل کسے

روزمرہ کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ جب کسی علاقہ

یا تعصب وغیرہ میں قانون شکنی یا بدامنی حد سے بڑھتی ہوئی دکھائی دیتی ہے تو وہاں کی حکومت قیام نظم ونسق کی خاطر ایسے باغی علاقوں کے لوگوں کو درست کرنے کے لئے تعزیری پولیس مقرر کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب دنیا میں بدکرداری یا بداخلاقی کا دَور دَورہ شروع ہو جاتا ہے تو پروردگار عالم اپنے کسی خاص بندے کو دنیا والوں کی اصلاح کے لئے مامور کر دیتا ہے یہی شخص بعد ازاں خدا کا اوتار کہلاتا ہے۔ ان اوتاروں یا مصلحین کے مختلف مدارج یا طبقے ہوتے ہیں۔ عام طور پر یہ تین طرح سے ظہور میں آتے ہیں جیسا کہ مندرج ذیل ہے:-

ا۔ پہلا طبقہ ان مصلحین کا ہوتا ہے کہ جن کی آمد کے وقت دنیا پر مادیت کے بادل چھائے ہوئے ہوں۔ ہر طرف حرص وہوا نفسانیت وخود غرضی کا دور دورہ ہو۔ اور خودی و خود بینی کے سوا لوگوں کو کچھ نہ سوجھتا ہو۔ یہ بزرگ جو اس وقت ظہور میں آتے ہیں نیکی کی تعلیم اور اخلاق کا درس دینے میں اپنے اندر ایک خاص کمال رکھتے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان کے مصلحین میں سے شری بیاس جی اور شری شنکر اچاریہ جی انہیں اوصاف کے مالک تھے۔

ب - دوسرے طبقہ کے بزرگ جو کہ خلوص و ایثار کے پیکر ہوتے ہیں اور جن کی زندگی تقدس و پاکبازی کا مجسمہ ہوتی ہے اس وقت ظہور میں آتے ہیں جب کہ دنیا میں بدکرداری و بدچلنی کا سیل امڈ آیا ہو۔ نیز اہلِ دنیا کے احساسات مکمل طور پر فاسد ہو چکے ہوں۔ مہاتما بدھ۔ بابا کبیر داس۔ حضرت مسیح اور گورو نانک کا نام اس سلسلے میں پیش پیش ہے۔

ج - جب ہر دو طبقات بالا کے مصاحبین کو گزرے ہوئے کافی عرصہ ہو جاتا ہے اور دنیا میں ان کی تعلیمات کا اثر ماند پڑتا دکھائی دیتا ہے اُس وقت قدرت ایسے اشخاص کو جنم دیتی ہے جو کہ تاریخ عالم کا رخ بدل دیتے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان میں اس ذریعہ کے ہادی سری رامچندر جی اور سری کرشن جی اور ہندوستان سے باہر پیغمبرِ اسلام حضرت محمد صلعم تھے جو کہ نہ صرف ایک جدید مذہب ہی بلکہ ایک جدید تمدن و سلطنت بھی قائم کر گئے۔

شری کرشن جی

ہندوستان کی ابتدائی تاریخ کی ورق گردانی کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جنگِ مہابھارت برپا ہونے سے پیشتر کا زمانہ ایک عجیب تیرہ سا فتنہ و فساد کا زمانہ تھا۔ اس وقت ہندوستان میں ظلم

وجہ حرص و طمع کی حکمرانی تھی - تاجداروں کا شمار راہزنوں سے بھی
بڑھا ہؤا تھا - بدکرداری عام ہو چکی تھی - چنانچہ ضرورتِ وقت کو دیکھ
کر قدرت نے ایک ایسے شخص کو جنم دیا جو کہ تعصب، استبداد اور ظلم
کا سخت دشمن تھا - اور جس نے کہ دنیا کو محبت و مساوات کا درس دیتے
ہوئے اپنی ساری عمر دنیا والوں کو راہِ راست پر لانے میں گذار دی -
اس عظیم الشان اور واجب الاحترام ہستی کو سری کرشن جی کے نام
سے پکارا جاتا ہے - جو جامعیت اور ہمہ گیری ان کی زندگی میں پائی
جاتی ہے اس لحاظ سے ان کا شریک کسی کو نہیں سمجھا جاتا حتیٰ کہ
سری رامچندر جی سے بھی ان کا درجہ بلند سمجھا جاتا ہے - ان کی
فوقیت و برتری کا ثبوت صرف اسی بات سے مل سکتا ہے کہ
مہاتمے ہند نے دنیا کی عمر کو چار جگوں یا چار زمانوں میں تقسیم کیا
ہے - پہلے ست جگ دوسرے ترتیا جگ تیسرے
دواپر جگ اور چوتھے کل جگ -

ست جگ گویا انسان کی معصومیت کا دور تھا - ہر طرف
نیکی ہی نیکی تھی اور بدی کا نام تک بھی نہ تھا - دوسرے دور یعنی
ترتیا جگ میں نیکی کی قوت گھٹ گئی اور بدی و نیکی کے مابین
ایک اور تین کا تناسب ہو گیا - تیسرے دور یعنی دواپر جگ میں

نیکی اور بدی کی قوتیں مساوی ہو گئیں۔ چوتھا کلجگ کا دور تھا
جس میں کہ نیکی بالکل مفقود اور بدی مکمل طور پر غالب تھی۔ ہر
طرف بدکرداری و خود غرضی ہی دکھائی پڑتی تھی۔ اب دیکھنا یہ ہے
کہ سری رامچندر جی کی پیدائش ترتیا جگ کے خاتمہ اور
دواپر جگ کے آغاز میں ہوئی۔ برعکس اس کے سری کرشن جی
اس وقت پیدا ہوئے جب کہ دواپر جگ ختم اور کلجگ شروع
ہو رہا تھا۔ یعنی یہ کہ اس وقت دنیا میں بدی ہی بدی چھائی ہوئی
تھی۔ اس پر آشوب زمانے میں جنم لے کر اہل دنیا کو راہ راست
پر لانا کچھ آسان کام نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سری کرشن جی کو
دوسروں پر فضیلت دی جاتی ہے۔ ان کی زندگی کا ہر دن بلکہ ہر
لمحہ بد طینت انسانوں کے ساتھ جنگ و جدل کرنے میں صرف ہوتا۔
وہ تمام عمر مظلوموں کو ظالموں کے پنجے سے نجات دلانے میں معروف
رہے اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے خود مہابھارت کی جنگ عظیم
برپا کرائی اور جب دیکھا کہ اس عظیم الشان قتل و غارت کے بعد
بھی ان کا مقصد پورا نہیں ہوا تو اسی قسم کی ایک اور جنگ وار کا
کے قریب برپا کرا دی جس میں کہ تقریباً پانچ لاکھ انسانوں کو
ایک دوسرے کے ہاتھ سے قتل کرا دیا۔ جب جا کر کہیں ہندوستان

میں امن قائم ہوا۔

دنیا کا نظام اسی وقت تک قائم رہ سکتا ہے جب کہ ہر طبقہ ہر جماعت بلکہ ہر فرد کو اپنی اپنی جگہ مکمل آزادی و اطمینان حاصل ہو۔ اور کوئی کسی دوسرے کے کام میں خواہ مخواہ مداخلت نہ کرے۔ چنانچہ یہی عظیم الشان مقصد سری کرشن جی کے ہمیشہ پیشِ نظر رہا اور اس مقصد کو پورا کرنے کے دوران میں جو تلقین وہ کرتے رہے ہیں اس کو شریمد بھگوت گیتا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

شریمد بھگوت گیتا۔

بھگوت گیتا سنسکرت کا لفظ ہے اس کے معنی بھگوان کا گایا ہوا (گیت) ہیں۔ بظاہر تو شریمد بھگوت گیتا ہندوؤں کی مقدس کتاب مہابھارت کا ایک جزو ہے مگر دراصل جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے شری کرشن جی کے ان مختلف اقوال کا مجموعہ ہے جو کہ وقتاً فوقتاً انہوں نے دنیا والوں کو راہ راست پر لانے کے لئے کہے۔ درحقیقت انسان کی روحانی و جسمانی بیماریوں کے لئے یہ ایک ایسا بیش بہا نسخہ تجویز کیا گیا ہے جس کے مطابق عمل کرنے سے انسان بجا طور پر صحیح انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ بہادروں اور

جنگلوں میں مارے مارے پھرنے والوں، مندروں مسجدوں اور
کلیساؤں میں خدا کو ڈھونڈنے والوں کے لئے یہ ایک مشعلِ راہ
کا کام دیتا ہے۔ اس صحیفے میں اگر ایک طرف روحانیت کا درس
دیا گیا ہے تو دوسری طرف انسانیت کی بھی تعلیم دی گئی ہے۔
متعدد دلائل اور بیش بہا پند و نصائح سے انسان کو اس کے صحیح
مقاصدِ زندگی سے آگاہی بخشی گئی ہے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

اقبال

وہ زریں اصول جن پر زندگی کا دارومدار ہوتا ہے۔ اور نیز یہ
کہ عمل پیرا ہونے سے انسان رفتہ رفتہ بارگاہِ خداوندی میں
قرب حاصل کر سکتا ہے مختصراً یہ بتلائے گئے ہیں

ا۔ خدا کا ایک حق ادا اس کے قرب کو حاصل کرنے کی کوشش
کرنا۔

ب۔ چونکہ خدا کے نزدیک تمام انسان یکساں ہیں اور فضیلت صرف
اسی کے لئے ہے جس کے کام اچھے ہوں گے۔ لہٰذا ہر وقت اور
ہر لحظہ نیکی کرنا۔

ج- اپنے ہر فعل یعنی کام کو کرنے کے بعد خدا کی طرف سونپنا۔

د- روزمرہ کی زندگی میں جو کچھ بھی کرنا وہ بغیر کسی لالچ و فائدہ کو ملحوظ رکھ کر کرنا۔ بلکہ اُسے اپنا فرضِ منصبی سمجھ کر ادا کرنا وغیرہ وغیرہ۔

پیشتر اس کے کہ مندرجہ بالا امور کی وضاحت کی جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے گیتا کے اس روحانی فلسفے کی جانب آپ کی توجہ منعطف کرائی جائے جس کو مسلمان صوفیوں کی اصطلاح میں تصوف کہتے ہیں۔ چنانچہ جس ترتیب کے ساتھ اس کی تشریح گیتا میں موجود ہے اسی ترتیب کے ساتھ یہاں پیش کی جاتی ہے۔

روح اور جسم

ارشاد ہوتا ہے کہ روح ابدی اور جسم فانی ہے۔ دنیا میں اگر کسی انسان کا لباس پھٹ جاتا ہے تو وہ دوسرا تبدیل کر لیتا ہے۔ اسی طرح جسم بھی روح کا ایک لباس ہے ایک پھٹا دوسرا پہن لیا۔ بچپن جوانی اور بڑھاپا سبھی روح کے لباس ہیں اور دنیا میں سدا کال ہے۔ روح چونکہ ہمیشہ زندہ رہتی ہے اس لئے اس کی تبدیلی کا غم بے سود ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار

سے واضح ہوتا ہے ؎

غم آن مخور کو بنیاید بیار | بیا بر سخنہائے من گوش دار
من و تو دگر ہر چہ موجود ہست | ہمیشہ گرفتار این بود و ہست
تغیر بجسم است و جان فارغ است | حوادث ہمین است آن فارغ است
گرمی و سردی تنت آشناست | نہ جانت کہ فارغ ز سرد و سراست
تن ہر کسے ہمچو جامہ بود | شود پارہ ہر گاہ کہنہ بود

پوشندۂ جامہ جان ست نام
خیال فنا گشتنش ہست نام

حواس خمسہ اور نفس انسان۔

بیان کیا گیا ہے کہ نفس انسان پر مختلف حواس کے ذریعے سردی، گرمی، آواز، لذت اور بو کا کافی اثر پڑتا ہے اور یہ انہیں اثرات کی وجہ سے انسان آرام یا تکلیف محسوس کرتا ہے۔ چونکہ یہ رنج و راحت بیرونی تعلقات کی وجہ سے حواس پر مسلط ہوتے ہیں اس لئے یہ بے اصل ہیں اور ان کا خیال نہ ہونا کے لیے نفس انسانی کی طرف بار بار توجہ دلائی گئی ہے کہ ہر نفس یعنی کہ نفس امارہ (تموگن)، نفس لوامہ (رجوگن) اور نفس مطمئنہ (ستوگن) کی کیا کیا خصوصیات ہیں اور یہ کہ انسان اس وقت تک کامیاب

نہیں ہو سکتا جب تک وہ نفس امّارہ (تموگن) کو قبضہ میں نہ لے آئے۔ نجات صرف اسی کے لئے ہے جس نے کہ نفسِ امّارہ پر قابو پا لیا چنانچہ ملاحظہ ہو۔

رجوگن۔ ستوگن۔ تموگن، سہ گن ۔۔۔ ہمہ خلق ز انہا بود بے سخن

از ہر سہ گن سے شود آشکار ۔۔۔ کہ موقوف آنہا بود جملہ کار

ستوگن بود خوئے اہلِ کمال ۔۔۔ کہ یابند زاں دولتِ بے زوال

صفائے ستوگن چو آئینہ دال ۔۔۔ ازو ہست تسکین آرام جاں

ہماں دانش و معرفت مے دہد ۔۔۔ کہ انساں ز آمد شدن وا رہد

رجوگن ہمہ تن تمنا بود ۔۔۔ ازو کار کردار پیدا بود

اگر جامہ را در رجوگن گذاشت ۔۔۔ بصفہائے نیکاں علم برفراشت

تموگن بود موجبِ غافلی ۔۔۔ ازو سر زند جاہلی کاہلی

اگر در تموگن گذشت از جہاں ۔۔۔ بود داخلِ زمرۂ ابلہاں

تموگن بیخت النری مے بود ۔۔۔ بہ بیں از کجا تا کجا مے بود

بود نفسِ امّارہ خصمِ قوی
بکن بہرہ مردانہ شو مدعی

عرفان۔

اب قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اپنے نفس پر کیسے قابو

پایا جائے۔ اس کے متعلق یہ بتلایا گیا ہے کہ اس پر قبضہ پانے کا واحد ذریعہ عقلِ سلیم ہے۔ چونکہ جسم کا کام صرف فعل ہے خواہ اس فعل سے کوئی نتیجہ برآمد ہو یا نہ۔ اگر یہ فعل عقلِ سلیم کے تعاون سے سرزد ہو تو وہ ضرور مقبول ہوگا۔ لہٰذا قرار پایا کہ عقلِ سلیم کا حامل ہونا ہر انسان کے لئے نہایت ضروری ہے اور یہی سب سے بڑی کامیابی کا راز ہے چنانچہ ہر وہ انسان جو کہ عقلِ سلیم رکھتا ہو۔ بہت جلد ہی ایک ایسے منصبِ جلیلہ پر فائز ہو سکتا ہے جس کو کہ گیان جوگ یا عرفان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور اس مرتبے پر پہنچنے والے کو عارف کہتے ہیں۔ عارف بننے کی خواہش رکھنے والے کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ حرص و ہوا کو ترک کرے۔ خواہشات نفسانی کو پاس نہ پھٹکنے دے اور اپنی زندگی میں کم از کم مندرجہ ذیل تیرہ اصولوں پر پختی سے کاربند ہونے کی کوشش کرے۔

۱۔ خدا کی ذات میں مستغرق رہنا	۶۔ زہد۔
۲۔ صفات پرستی۔	۷۔ عمل۔
۳۔ حواس پر قابو۔	۸۔ خیرات۔
۴۔ دل پر قابو۔	۹۔ تحصیلِ علم۔
۵۔ ضبطِ محسوسات۔	۱۰۔ حبسِ دم۔

۱۱۔ کم گفتن ، ۱۳۔ کم خوردن ۔

۱۲۔ کم خفتن ۔

ان اصولوں کی پابندی کے علاوہ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی کا بیشتر حصہ کسی مردِ کامل کی صحبت میں گذارے جب یہ تمام مرحلے طے ہو جائیں گے تو اس وقت وہ اپنے آپ کو ایک ایسی دنیا میں پائے گا جو کہ اس کی حقیقی منزلِ مقصود ہو گی یہی دنیا والوں کی انتہا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ؎

شناسائے من عارفِ کامل است ۔ بہر رنگ یادِ منش در دل است

بود عارف آنکس کہ مغرور نیست ۔ ریا پیشگی باش منظور نیست

گر او در حقیقت پرستید حق ۔ بہ بخشائشِ او بود مستحق

اگر غیریت مے برآرد ز دل ۔ بعرفانِ حق مے شود متصل

جہاں پردہ ہست بر روئے جاں ۔ نہ بردارد او را بجز عارفاں

بود ہر کہ عارف خدا بو جہان است ۔ بر آلیش نیاسے زمین و زمان است

خدا نیست عارف و لے از خدا ۔ جدا نیست نزدیک اہلِ صفا

ہمہ در فنا نیست عارف بجاست

کہ او رفتہ است خود و با خدا است

جلوۂ حق۔

جس وقت عارف اپنی منزلِ مقصود کو پہنچ کر قربِ خداوندی کو حاصل کر لیتا ہے تو اُسے نظامِ دنیا میں ایک بڑی زبردست تبدیلی نظر آنے لگتی ہے۔ کیونکہ اُسے نہ اپنا آپ اور نہ ہی کچھ اور سوجھتا ہے اسے وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت کے جلوے دکھائی دیتے ہیں۔ جدھر نظر دوڑاتا ہے اُسے اپنے معبودِ حقیقی کا پرتو ہی نظر آتا ہے۔ چنانچہ صوفیوں کے اس مشہور و معروف عقیدہ لا موجود الا اللہ کی تفسیر حسن لطیف پیرایہ میں شریمد بھگوت گیتا میں وقتاً فوقتاً بیان کی گئی ہے

جو نظم شدہ یہ ہیں:—

منم آنکہ اول ظہورم عیانست — جہاں روشن از شمعِ نورم عیانست

مرا اول و آخر آنکس کہ دید — بجائے کہ نتواں رسیدن رسید

جہاں ہست معدوم موجود جان — بود پرتو ذات معبود جان

عرض را ست تفسیر جوہر بیانست — یقیں داں کہ آں مہر او ریحانست

منم حرف اول کہ من گفتہ ام — بصد رنگ دیگر سخن گفتہ ام

زمیں ہم منم آسماں ہم منم — مکیں ہم مرا داں مکاں ہم منم

مرا ظرف و مظروف ہر دو بداں — مرا صرف و مصروف ہر دو بداں

منم مہر و من ماہ و من اخترم ۔۔۔ منم آنکہ از جملہ بالاترم
منم قعر دریا و ساحل منم ۔۔۔ منم آب حیوان ہلاہل منم
دریں کارگہ ہر چہ ہستم منم ۔۔۔ گواہ بد و نیک عالم منم
ہمہ در یکے بیں یکے در ہمہ ۔۔۔ نگاہ از تأمل فگن بر ہمہ
ہمہ رفتنی او بجائے خود است ۔۔۔ کہ اینہا ہمہ از برائے خود است

اگر یافتی کار خود ساختی
دگرنہ عبث عمر در باختی

فعل یا عمل

یہ تو تھیں روحانی باتیں اب تصویر کا دوسرا رخ لیجئے یعنی یہ کہ دنیا میں رہ کر انسان کو کیسے زندگی بسر کرنا چاہئے۔ کیونکہ اسلام کی تعلیم یہ نہیں کہ انسان دنیا کو تیاگ کر پہاڑوں اور جنگلوں میں جا بیٹھے بلکہ یہاں تو اس کے بالکل برعکس مشورہ دیا گیا ہے۔ [illegible] وہی ہے جو اپنے مثالی اعمال سے اپنے آپ کو صحیح انسان کہلانے کے مستحق ثابت کرے۔ دنیا میں رہ کر انسانیت کی زندگی بسر کرنے کے سب سے پہلے تو اسے دیکھنا چاہئے کہ اس کا ہر فعل یا عمل رضائے الٰہی کے ماتحت ہو۔ اپنی ہر بات کو خدا کی طرف سوچے۔ جو شخص اس طرح سے زندگی بسر کرے گا وہ

یقیناً رحمتِ خداوندی کا مستحق ہوگا۔ چنانچہ اِس بارے میں یُوں ارشاد ہوتا ہے۔

عمل ہر کہ بہرِ خدا مے کند ‌ ‌ ‌ بمنزل گہِ قدس جا مے کند

برائے خُدا کُن ہمہ کارہا ‌ ‌ ‌ مجو ہیچ پاداشِ کردارہا

یہ تو تھی عمل کی ایک قسم اب دوسری اقسام کو لیجئے۔ پیشتر اس کے کہ انسان اندھا دھند عمل کرنا شروع کردے اُس کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے فرائضِ منصبی سے مکمل طور پر آگاہ ہو اور پھر پورے طور پر نڈر ہو کر اُن پر عمل کرنے کی کمر باندھ لے اپنے فرائض کی ادائیگی کے دَوران میں کسی قسم کے خوف، طمع، دوستی، قرابت اور دیگر ہر قسم کے دنیاوی تعلقات کو نزدیک بھی نہ پھٹکنے دے۔ جہاں تک ہو سکے ضمیر فروشی سے اجتناب کرے اور جس بات کو وہ درست سمجھے بلا پس و پیش کر گزرے۔ مثلاً ایک نوجوان اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا اپنے والد کی موجودگی میں کسی قابلِ مواخذہ جُرم کا مرتکب ہوتا ہے۔ بیٹا ملزم کی حیثیت سے اور باپ بطور گواہ عدالت میں پیش ہوتے ہیں۔ اس وقت اس بوڑھے باپ کی عجیب کیفیت ہے۔ اُس کے دل و دماغ میں عجیب قسم کی کشمکش پائی جاتی ہے۔ ایک طرف شفقت

پدری کا جوش ہے تو دوسری طرف قانون وقت کا احترام ایک
نظر بیٹے پر ہے تو دوسری کرسیٔ عدالت پر۔ عجب الجھن میں پھنسا
ہوا ہے۔ اگر سچ بولتا ہے تو بیٹا سزایاب ہو کر اُس کے ہاتھ سے
جاتا ہے اور اس کا ذریعہ معاش بند ہو جاتا ہے۔ اگر جھوٹ بولتا
ہے تو اس کی غیرت گوارا نہیں کرتی اور ضمیر ملامت کرتا ہے۔ اِن
حالات میں شریمد بھگوت گیتا کی تعلیم اُسے سبق دیتی ہے کہ
وہ اپنی اخلاقی جرأت سے کام لے کر سارا واقعہ سچ سچ کہہ دے
عدالت کو صاف صاف کہہ دے کہ اُس کا بیٹا واقعی مجرم ہے
نہ یہ کہ آج کل کے زمانے کی طرح جیسا کہ ایک نوجوان اپنی
دولت مندی کے غرور اور گھمنڈ کی وجہ سے کسی غریب ہمسایہ
پر کوئی ظلم ڈھاتا ہے۔ مظلوم آہ و بکا کرتا ہے۔ پولیس میں پہنچتا
ہے یا عدالت میں۔ اس وقت مجرم کے والدین۔ خویش و
اقارب اور دیگر رشتہ داروں کی انتہائی کوشش یہی ہوتی ہے
کہ وہ اوّل تو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے ہی نہ پائے۔ اور
اگر بفرضِ محال کوئی عادل مظلوم کی دادرسی کرنے کو تیار بھی
ہو جائے۔ تو وہ ملزم کو بے گناہ ثابت کرنے میں اپنی ایڑی
چوٹی کا زور لگا دیں گے۔ یہ فعل گیتا کی تعلیم کے بالکل منافی

ہے۔ وہاں تو صرف یہی کہا گیا ہے کہ جس فعل کو درست سمجھو
کرتے رہو۔ کیونکہ اچھے افعال ہی سے انسان سرفراز ہوتا ہے جیسا
کہ مندرج ہے:۔

ز اعمال صورت گرفتہ جہاں — ز اعمال آمد جحیم و جناں
عمل مے رساند بہی بر کمال — عمل مے رساند بہ نیستی وبال
عمل کن عمل کن کہ خامی ہنوز — مکن ترک آں تا تمامی ہنوز
رسد ہے عمل کے بمعراج جوگ — عمل سے شود بر سرش تاج جوگ

نکارے نکو مے رود در بہشت
بقعر جہنم برد کار زشت

بس یہی نہیں کہ انسان اچھا عمل کرتا رہے۔ اور دل میں
سوچے کہ اس کی نجات ہو جائے گی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ
ایک اور بات بھی ذہن میں رکھنی پڑے گی۔ جو سب سے زیادہ
مشکل ہے۔ یہ ایک ایسی کڑی شرط لگا دی گئی ہے کہ بڑے
بڑے مردانِ کار بھی اپنا سا منہ لے کر رہ جاتے ہیں۔ وہ یہ کہ
انسان جو فعل بھی کرے وہ بغیر کسی لالچ یا معاوضہ کی امید کے
کر گذرے۔ اُسے اپنا فعل کرتے وقت دل میں یہ خیال تک بھی
نہ لانا چاہیے کہ اس کے عمل کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اسے فائدہ ہوگا

یا نقصان۔ اُسے عزت نصیب ہو گی یا ذلت۔ اپنے ہر عمل کے دوران میں سوچنا چاہئے کہ وہ جو کچھ بھی کر رہا ہے اُس کے فرائض منصبی میں داخل ہے۔ وہ نہ تو کسی پر احسان کر رہا ہے اور نہ ہی کسی کو عمداً نقصان پہنچانے کا خواہاں ہے۔ اُس کے ذمہ صرف فرض کی ادائیگی ہے اور بس۔ تاریخ عالم کی ورق گردانی سے آپ کو متعدد مثالیں ایسی ملیں گی جن سے واضح طور پر ثابت ہو جائے گا کہ بیشتر چھوٹی چھوٹی اور کمزور قومیں ملکی بچاؤ کو اپنا فرضِ منصبی سمجھتی ہوئیں بے پرواہ وار آزادی کی شمع پر جل کر ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو گئیں۔

انفرادی حیثیت سے بھی ایک نہیں سینکڑوں مثالیں ایسی موجود ہیں کہ کس طرح بزرگانِ دینِ حق و صداقت کی خاطر جبر و استبداد کا شکار ہو گئے۔ اور اُف تک نہیں کی۔ صرف اس لئے کہ وہ جس فعل کی وجہ سے رنج و محن کی سختیاں برداشت کرنے پر مجبور ہوئے۔ وہ ان کے فرائض منصبی میں داخل تھا۔ انہیں حق و باطل میں تمیز تھی۔ جو کچھ بھی انہوں نے کیا درست جان کر اور بغیر کسی نفع یا نقصان کی خواہش کے کیا۔ یہی ہے صحیح انسانیت اور سیدھی راہ جس کا اشارہ شریمد بھگوت گیتا

ہیں یوں کہا گیا ہے

گر از نخلِ کردار خواہی ثمر | شوی خوار در چشمِ اہلِ نظر
کسے کو نتیجہ نخواہد ز کار | ہما لست مقبولِ پروردگار
جزائے عمل خواستن خوب نیست | بامید دل کاستن خوب نیست
نخواہد اگر کس جزائے عمل | کند صرف ہمت برائے عمل

ز اعمال ہرگز نتائج مخواہ
بکن محو خود را بذاتِ اللہ

یہ ہے مختصر خلاصہ سری کرشن جی مہاراج کے اس اپدیش کا جس کو کہ شریمد بھگوت گیتا کے نام سے موسوم کیا گیا ہے غور سے پڑھئے اور اُس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کیجئے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اقبال





ادھیائے اوّل بکھیا جوگ

طرازندہ داستان کہن
بدین سان چکند طرح سخن
کہ چون رسید و ہراشت اندر ایں
کہ کرکہیت رشک بہشت برین
بود رہ آخرت در جہان
درین جا رسیدند چون کوروان

دہرت راشٹر سے سنجے کا کورکشیتر کا بیان کہنا

دگر پانڈواں از سپنے کارزار
چنانست این قصہ اسے ہوشیار
جوابش چنیں گفت کاسے بادشاہ
بہ بستند ہر دو صفوف سپاہ
چو فرزند تو فوج دشمن بدید
بہ نزد درونا اچارج رسید
بگفتش ببیں لشکر پانڈواں
نظر کن کہ ترتیب دارد چساں
درستند دمن ست سالار فوج
جگر وار بیشں رونق کار فوج
بلے بھیم سینے بہ پہلوے او
دگر نکل وسہدیو بازوے او
دگر ارجن است آں چناں پہلواں
کہ لرزد ز زورش بجود آسماں

سرسباؤدان سانیک نامدار
قوی پنجب بیراٹ دشمن شکار
دگر راجہ جنجدان بفوج گران
مہیا سے کین ہچو شیر ژیان
دروپدیل عرصۂ رزمگاہ
کند گرد فوجش جہانرا سیاہ
رئیس رئیسان دگر کاشی سان
شہانرا ازو چشم اکلیل تاج
دگر کنت بہوج و دگر شیوپار
دگر انجمن مرد میدان کار
بصد زور و طاقت دگر پرجیت است
بدلہاے شیران ازو ہیبت است
چہار پہلوان آنجا دلیر
دگر دہرشٹ کیت است مانند شیر

ساتکی -- وراٹ لیپرودھان - کنتی بھوج - شوبہ - اکیتیو - پررجیت - دہرشٹ کیو

دگر پنج فرزند این پاندوان
که از دروپدی هست پیدا و شان
مهارتهی هستند در کارزار
شود هر یکی روز کوشش دوچار
که نیکسه یاران کار من اند
بزور و نما و ستیار من اند
شماید بهیکهم عدیم المثال
دگر کرپ استاد کار قتال
فتح یاب دست من زور بد شکست
دگر کرن چون اشوتهامه شست
دگر سوم دت هست و هم بکرن
دگر پهلوانان و خویشان من
که اینها هراعاست من کرده اند
پی من بلا را دلن کرده اند

[illegible] سوم دت و وکرن

سپه آن طرف گرچه کمتر بود

ولی هر دلیرے چو اژدر بود

بظاهر بود فوج من بیشمار

چه حاصل که بجنگم بمن نیست یار

گرفتم که با دشمنان جنگ کرد

خودش کار از شرم من ننگ کرد

مراعات دشمن چو منظور اوست

کند صرف آن هر چه مقدور اوست

خوش است ار دل او بدست آورید

که بر فوج اعدا شکست آورید

چو این گفتگوها بجنگم رسید

بپیچید و خود را بمیدان کشید

چنان مهره خویشتن در نواخت

که آواز او شیر زآب باخت

بتابید چشم تماشاے

بلب گشتن پانج جن چوں رسید
تو گوئی که صور قیامت دمید

دگر ولوت مهره ارجن گرفت
که لرزه به افواج دشمن گرفت

برآوازه چون بهیم پسندریک کرد
جهان چون شب داج تاریک کرد

پس شیر یکت مهره خویش داشت
صدایش دل دشمنان پیش داشت

نکل هم سو گهوش را می نواخت
دل شیر مردان از و می گداخت

چو من پشپ سدیا آغاز کرد
یلان از هر سو خروش پیدا کرد

شکهنتی دروپد و دشرا بر دمن
دگر ساتیک و ابهمن صف شکن

[illegible]

دگر شاه کاشی و هرات نیز
همان پنج پوران صاحب تمیز
گرفتند این جمله چون مهره ها
قیامت نمودار شد در وغا
دلیران دریودهن خشمگین
نهادند صف بسته از بهر کین
کمان را گرفت ارجن است کیش
که در عرصهٔ کین بُدندش به پیش
نظر کرد بر لشکر کوروان
سخن گفت با کشن کای رازدان
رتهٔ من میان دو لشکر ببر
به بینم کرا هست دعوی بسر
کدامی مهیای جنگ من است
کدامی نشان خدنگ من است

[illegible]

که بر روی من میکشند خویش را
که میخواهد از من دل ریش را
کرا تاب قتل و قتال من است
کرا در سر خود خیال من است
رهش کشتن آورده در رزمگاه
بگفت این که ای شاه انجم سپاه
شمارم بتو نام جنگ آوران
بزور آوران عرصه تنگ آوران
یکی بهیکم ست و درونا دگر
که دعویست این هر دو کس را بسر
نظر کرد بر گفتهٔ کشن و گفت
که ای واقف رازهای نهفت
همه خویش و قوم و تبار من اند
مگر دشمن کارزار من اند

که گرزم دغا شد بخویشان خویش
که اعضای خود را نمود است ریش

درین کارزاران کارم بسے
در اندوه و غم دل فگارم بسے

بهم جنگ و پیهم بخاست سخت
ازین هم دل و جان من کاست سخت

ز دشمن فریب است اشد گمان
که دشمن نماندست تاب و توان

گرفتم بخویشان ظفر یافتم
ازین کشت و خون مال و زر یافتم

چه لذت که از قوم یک کس نماند
ازین کار چشمم بباید فشاند

اگر قوم شد کشته از دست من
به نفرین کشایند لب مرد و زن

دگر گشته گردم من از دست شان
چه حاصل که جانم رود رایگان
ز تخت و ز تاج و ز ملک ای حبیب
چه خیزد که پیداست رفتن قریب
اگر چند با ما بدی کرده اند
بکین و بسی دشمنی کرده اند
مگر جنگ کردن نشاید مرا
بغیر از تغافل نباید مرا
یقین است در بود من و کوروال
جفا پیشگانند در این جهان
نه از بیم ترسند و نی از پدر
بخلق اینها عجب فتنه گر
سزاوار قتل اند و خونریزی اند
پس از قتل بر بابِ آویزی اند

ولے پاس ناموس شد روا است
که دستم ز خونریزشان کوته است
نماند ز مردان چو نام و نشان
بگردند آواره همه شو زنان
شود بی‌پدر لشکر از آنها پسر
نیابی ز نام نجابت اثر
چو اولاد پیدا شود از حرام
چه خیزان سگے ثواب طعام
چه فرخ سند عاقبت زین سبب
کشیده ستم رنج و درد و تعب
نه بینم ز خویشان کمر بهر جنگ
بر آن قافله گر نمایند تنگ
بیان داد را راست گفتم اگر
نگوئی سپه جنگ کردن دگر

چنیں گفت و آں پہلوانِ است کیش
کماں را بیفگند از دستِ خویش



ادھیائے دوم سانکھیہ یوگ

دلش خون ز اندیشه چون گشتن دید
بگفتش که ای مخلص با رخ امید

شنیده چنین گفتگو کرد وقت
به نفس شرورست نزد کرد وقت

جنگ گذشتن شهرهٔ عالم است
به آوازه اش غصه ها در هم است

ز آن گفتگو کرده اختیار
که بود سزاوار مردانه کار

مده همت از دست [illegible]
که به دل بود [illegible]

ندانی که حسرات جنت برد
کند بد دلی خوار و عزت برد
بمیدان کین چون دلیران درآ
چو خورشید با تیغ عریان درآ
بگفتا که گفتار من جنگ نیست
که خصم اخوان بجز ننگ نیست
ازین پادشاهی گدائی خوش است
بتکلیف من گر نبائی خوش است
اگر تیغ من قتل ایشان کند
چه حاصل که خاطر پریشان کند
ازین رنج خوشتر بهزیمت بود
کناره گرفتن غنیمت بود
بچون لقمه آلوده بردن بکام
بود سخت مکروه و از بس حرام

برین ہم ندانم کہ باید ظفر
کہ اسپ بد ما کست آید زبر
کرا تخت فرمان دہی مے دہند
کرا تختہ بر خاک میداں نہند
ز دستم نمی آید این گونہ جنگ
ازین بیش بر من مکن کار تنگ
دل از غم بدرد آمد و کاست جاں
ز اعضائے من رفت تاب و تواں
کنوں چارۂ کار من خوشتر است
بوضع دگرگوں سخن خوشتر است
سخن گفتش سر کرد خندہ دہاں
کہ اے غافل از سر کار جہاں
چہ بیہودہ غم میخوری دمبدم
کہ سودے نمے بخشد این رنج و غم

همه او بجو نیست او بکش

که تا او بجویان رود جان تو خوش

همه آن محو گر باید بیار

بیا بر سخن های من گوشدار

من و تو دگر هر چه موجود هست

همیشه گرفتار این بود هست

به سر تا همه در این جهان

تغییر و تبدیل نام و نشان

همه جسم هست و جان فارغ است

تن او هر چه هست آن فارغ است

به گرمی و سردی نیست آتش هست

نه بافت که تا [illegible] چه چرا هست

بوقت معین اجل میرسد

بهر نیک و بد بی تحمل رسد

بسے بادشاہان لشکر کشاں
بخاک اوفتادند از دست شاں
زمانہ بیک وضع بودے اگر
نمی یافت فرزند جائے پدر
غم این عزیزاں چرا مے خوری
چرا پردۂ راز را مے دری
تن ہر کسے ہمچو جامہ بود
شود پارہ ہر گاہ کہنہ بود
بپوشندۂ جامہ جانست نام
خیال فنا گشتنش ہست خام
چہ یارا ئے تو تا کسے را کشتی
بہ میداں بنہ پا بصد دلخوشی
سر آنکس کہ آگاہ ایں راز ہست
بہ ہوشمنداں سرافراز ہست

بود شادی و غم یکی پیش او
همیشه فراغت بود کیش او
ترا دوست پیدا شتم بسکه من
که گفتم ز اسرار معنی سخن
فنا نیست بر گل بود بر سبو
پراگندگی را بترتیب جو
شناسند مردان اسرار بین
که دایم بود ذات جان آفرین
دگر هرچه باشد عدم میشود
نه هر وقت بل دمبدم میشود
چنان است منشور جان در بدن
که شمع فروزنده در پیرهن
ولی در نمی یابدش هر کسی
نشد معنیش منکشف بر کسی

مقید نباشد چو او مطلق است
منزه مبرا چو ذات حق است
جهانست مجموعهٔ موجود جان
بود پرتو ذات معبود جان
عرض راست تغییر جوهر بجاست
یقین دان که آن مهر انور بجاست
نه ادنی نه اعلی نه او راست وسط
نه زاده نه زاید بود یک نمط
نه طفل و نه برنا نه پیر است او
سمیع و بصیر و خبیر است او
نه سوزد به آتش نه آتش برد
نه مستی نه غفلت نه خوابش برد
نه آید به ادراک کس راز او
جهان جمله احیای یک ناز او

بچشمِ حقیقت توان دیدنش
بدل اندرون همچو جان دیدنش
اگر اعتقادِ تو ازجن چنین است
که جان نیز مخلوقِ جان آفرین است
بر ینهم غم و غصه ات کے رواست
که مخلوق را پیش راه فناست
اگر جان فنا میشدے اے عزیز
بجا بودے از کشت و خونت گریز
چو جا نرا فنا نیست این فکر چیست
همه زنده هستند پس مرده کیست
ز ملکِ عدم ما همه آمدیم
دمے چند از زندگانی زدیم
بآخر بسوئے عدم مے رویم
بکامِ اجل یک قلم مے رویم

بیندیش هرگز ز مرگ و عذاب
ز میدان مردان رخ خود متاب
یکی می شناسد جهان را عجب
یکی از شناسائیش در تعب
یکی را بحیرت در دیده واست
یکی وهم داند که گویا کجاست
بکاری که مامور هستی بکن
بجنگ آوری چهره دستی بکن
توئی چهتری بد دلی عار تست
دلیری بمیدان سزاوار تست
شهادت که بود از آن برتری
نصیب کسی نیست جز چهتری
خوش است ار به بندی کمر بهر جنگ
کنی عرصه کار بر خصم تنگ

ز بس خم زدن عار خود را مخواه
مشو پیش اهل جهان دستگاه
اگر گشته گردی بجلدست جائے
وگر تشنه یابی شوی بادشاہے

بمیدان مردان قوی دار دل
مگردان ز رخ خود که گردی خجل
چو زندگی چون حبابے بسر
جهان نیک تانی خود در نظر
مثالش بپا کم است این گفتگو
که از دوستی باز گفتم بتو
کنون حرف از اولے گفته ام
ز اشغال آتش خبر نیستم
طریق است مشکل اگر پی روی
ازین شیشه هستی رها بشوی

بود یوگ مقبول اہل نظر
کمش فائدہ میدہد بیشتر
بر آید بتخیرات و جگ کام دل
ولیکن نمی بخشد آرام دل
بجگ نیست جز آتش افروختن
تنے چند جاندار را سوختن
طمع میکند کار عالم خراب
طمع میرساند بنا را بر آب
رجوگن ستوگن تموگن سہ گن[1]
ہمہ خلق زانہا بود بے سخن
ازیں ہر سہ گن جوگ سازد جدا
کند جوگ واصل بذات خدا
عمل کن بگفتار من شاد شو
ز تشویش آمد شد آزاد شو

[1] رجوگن نفس لوامہ - ستوگن - نفس مطمئنہ - تموگن - نفس امارہ

سخن گو بود خوئے اہل کمال
کہ پابند زاں دولت بے زوال
بہ نزد کسے کو تمنا کش است
تمتع بقدر ضرورت خوش است
ز اعمال ہرگز نتائج مخواہ
بکن محو خود را بذات الٰہ
گر از نخل کردار خواہی ثمر
شوی خوار در چشم اہل نظر
اگر جوگ را مینکنی اختیار
نماند بدنیائے دوں ہیچ کار
بغفلت سرشتان دُنیا طلب
بہ بیہودہ گویان دُور از ادب
کجا ہست معلوم اسرار جوگ
نہ آید ازیں مردماں کا جوگ

ریا پیشگان سراپا دغل
نمایند در کارِ مردم خلل
در آرند در دام تزویرِ خویش
بهر رنگ سازند تسخیر خویش
بود بحرِ عرفانِ حق بیکراں
حبابیست در موج خیزش جہاں
نماند چو با نیک و بد کارِ تو
بود ترک و تجرید اطوارِ تو
بکن ورزش جوگ در روز و شب
کہ ظاہر شود جلوۂ نورِ رب
چنیں گفت ارجن کہ اے ازداں
بگو جوگ را تا نماید عیاں
بگفتا کہ کارش نباشد بکس
نہ افتد بشہدِ ہوس چوں مگس

رسد آنچه بر وے کند صبر او
کند بر سگ نفس خود جبر او
ندارد بلذات دُنیا خیال
نشیند به نزدیک اہل کمال
بود پاس انفاس منظور او
بود نام حق ذکر و مذکور او
نیاید بجز رحم زو ہیچ کار
بود خوئے او خوئے آموزگار
بظاہر نباشد دلش آشنا
بباطن بود محو ذات خدا
نیاید برو دست قدرت حواس
بود کار او جملہ شکر و سپاس
بود آشنا تا بلذت زبان
نیابد مذاق ریاضت زیان

ز حرص و هوا نکار گردد خراب
براند طمع آدمی را بآب
دل خود بهر آنکس که آرد بدست
بگنج توکل تواند نشست
غذا کم کند خواب بگذارد او
دل خود بسوی کسی دارد او
گرفتار چشماست کوری بچاه
از آن غافل از آخر کار آه
بود حال غافل سرشت بجان
گسست از کششش ریسمان
دل آگاه آرام دارد مدام
نداند که چون میرود صبح و شام
تو بیداری مردمان جهان
تصور بکن همچو خواب گران

شناوند اینها بدریای شور
نه در پاست طاقت نه در دست زور
بزور هوا هر طرف میروند
بجذر و مد او تلف می شوند
هر آنکس کند توبه از آرزو
به پیش من آنست مرد نکو
بیاد خدا یک نفس هم خوش است
که یکدم به او از دو عالم خوش است
لسان کشف گر کشد دست و پا
که آنجا بود دست آن مرد را
چو حق را کنی یاد باطل رود
خیالات بیهوده از دل رود
تمنا بود مانع هر کمال
تمنا بود باعث هر زوال

[illegible]

تمنّا کند مرد نرا سینہ ریش
تمنّا دل از حق کند سوئے خویش
شود عقل زائل ز حرص و ہوا
برد از دلِ سینہ صافاں صفا
نشُد ہر کہ صاحبدل او غافل است
گرفتارِ آمد شدِ منزل است
بود ہمچو کشتی دل غافلاں
کہ بادِ ہوا ہست او را کشاں
دلِ عارفاں ہمچو دریا بود
کہ صد جوئے در وے فرو میرود
ہر آنکس ز دام تمنّا پرید
دلِ خویشتن از ہمہ سو کشید
برون آر حرص و ہوا را ز دل
کہ روزِ جزا تا نگردی خجل

ادھیائے سوم بکرم جوگ

باو گفت ارجن اگر همچنیں است
چرا خاطر تو طلبگار کیں است
تقید چرا مے نمائی بہ من
کہ بر لشکر کوروان حملہ زن
میفگن مرا در بلا اے عزیز
خدا را بہ ترس از خدا اے عزیز
بگو از غرض حرف با من مگو
بسا او بس گفتن نباشد نکو
خوش ست از طریقت نمائی مرا
کہ بخشد زغمہا رہائی مرا

بگفتا دو فرقہ است دریں جہاں
یکے اہل دنیا یکے عارفاں
غرض آشنایند اہل دول
ندارند کارے بغیر از دغل
دگر را خیال یکے دوسر است
کہ اوراکشش از ہم ما برتر است
بگروہ زبانش بجز نام او
نباشد بجز یاد او کام او
نکوکار را تا توانی بکن
بہ نیکو روش زندگانی بکن
ز اعمال صورت گرفتہ جہاں
ز اعمال آمد جحیم و جناں
عمل مے رساند بحق کمال
عمل مے رساند زجہد وبال

چو کامل شوی ترک آں بایدت
فراغت ز ہر کار مے شایدت
عمل کن عمل کن کہ خامی ہنوز
مکن ترک آں تا تمامی ہنوز
نخستیں عمل بعد ازیں ترکِ کار
اگر مے نمائی شوی رستگار
بظاہر مکن ضبطِ حس از ریا
بباطن بکن صرف ہمت بپا
عمل ہر کہ بہر خدا مے کند
بمنزل گہِ قدس جا مے کند
ہر آں کس پئے نفس خود کار کرد
دلِ خویشتن را گرفتار کرد
رسیدن بکام دلے مشکل است
کزیں راہگذر دور آں منزل است

برائے خدا کن ہمہ کارہا
مجو ہیچ پاداش کردارہا
کہ برہماست مخلوق خالق نخست
کہ بنیاد عالم ازوشد درست
پئے کثرت خلق جگ آفرید
دگر نہائے کردار بسیار چید
زجگہا بنائے عمل محکم ست
ز اعمال بنیاد ہر عالم ست
اگر از پئے دیوتا جگ کنند
بمنزل گہ شان قدم مے زنند
از انہا بہ بینند امداد کار
بگیرند در باغ جنت قرار
بود حصہ دیوتا در طعام
کہ بے بخشش ایشانست خوردن حرام

پیے نفس خود ہر کہ تاں می پزد
بدو لعنت متصل می شود
زغلہ بود زندگانی جہاں
شود غلہ از فیض باراں عیاں
بتاثیر جگ ابر و باراں شود
کہ سرسبز زد کشتہ دہقاں شود
کلام الٰہی ست پیشہ و پیراں
بود غافل جگ خبر دار آں
باہل تعلق بود جگ دشمن
تغافل دریں است از غفل دور
بمغلوب چہ حیات ست مرگ
رود عمر او در پیے ساز و برگ
ہر آنکس کہ شد عاشق کردگار
ندارد بہر دو جہاں ہیچ کار

بهر جا رود شاد کام است او
که محو رخ صبح شام است او
هر آن کس که جاه آرزو کار کرد
سر و دوش خود را سبکبار کرد

جنگ راجه و غیر امثال شان
همه بیغرض کرده کار جهان
بباغ جنان شادمان رفته اند
ازین خار زار جهان رفته اند
بنفع خلائق رضائے خدا ست
رضائے خدا کار اهل صفا ست
طریق بزرگان بکن اختیار
بهر رنگ کن حق پرستی شعار
کند هر چه سردار مردم کنند
وگر نه ره راستی گم کنند

کنون آرزوئے بخاطر نماند
دلم دامن از ہر چہ گوئے فشاند
من از ہمہ عالم جدا گشتہ ام
بحق گشتہ از خود جدا گشتہ ام
ہمہ کار من از برائے خدا ست
رضائے دل من رضائے خدا ست
بد و نیک پیشم برابر بود
کہ ہر کار از حکم داور بود
زحق بیخبر غافل از خویشتن
شناسد کہ ہر کار آید ز من
گرفتار جہل ست و خبطش خطا ست
بر احوال او حیف خوردن رواست
بزشتی اعمال دل را منہ
زکف دامن پاک نیکی مدہ

تکبر مکرها خوشنما بندگیست
کمال عزیزان سرافگندگیست
بداند حقیقت شناسای راز
که هر کار را هست کار ساز
ز برکت موجود شد کاینات
که قدرت بود نام او در صفات
ازو هر سخن میشود آشکار
که موقوف آنها بود جمله کار
خدائیست باقی جهان فانی است
زمین و زمان این و آن فانی است
نباشد ترا طاقت هیچ کار
همه کارها را چنین وا گذار
نباشد چو بر گردنت بار هیچ
سر خود ز میدان مردان مپیچ

بگفتار من گر نمائی عمل
نیاید بکار تو هرگز خلل
کسانیکه دورند زین اعتقاد
نباشند زنهار اهل سداد
اگر تابع طبع خود آدم است
همیشه گرفتار دام غم است
ز اعمال هرگز ندارد گزیر
چه عارف چه جاهل چه برنا چه پیر
نه بر خوے خویش کار کردن گذار
مده از کسے خویشتن اختیار
مکن دشمنی و دوستی با کسے
وگرنه کشی رنج و محنت بسے
چنین خود از جهان بود خوشنماست
براه دگر راه رفتن خطاست

به آیین خود هر که کارے نمود
بروئیش در رحمت حق کشود

چنین گفت ارجن که هر ذی حیات
بود آرزومند نیکو صفات

چرا کار بد مے کند اختیار
که در عاقبت مے شود شرمسار

مکلف درین امر باشد کدام
مفصل بگو اے ترا من غلام

بگفتا که حرص ست اصل گناه
غضب مے کند کار عالم تباه

قوی دشمن آدمی هست آز
کزان مے شود خوے او فتنه ساز

چو آئینه در زنگ و آتش بدود
چو طفل مشیمه[1] بلوث بے نمود

[1] وہ بچہ جو ماں کے رحم کے اندر آنول میں لپٹا ہوا ہو۔

یقین دان تو اے یار نیک صفت
بجلباب بیدانشی معرفت
بود خانۂ آرزو ہا خراب
کہ می افگند در بلائے عذاب
ہوا و ہوس را بروں کن ز دل
از ینہا تو پیوند الفت گسل
بکن سعی در خون ایں دشمناں
کہ گردد ترا حاصل آرام جاں
تصور کن از جسم آں سو حواس
وزاں آں طرف تو دل خود شناس
ز دل پیشتر عقل و از عقل جاں
ز جانست آں سو خدائے جہاں
دل خود بہ پروا از قہر و خشم
کہ آں کام جاں را بہ بینی بچشم

لہ گسل۔ توڑنا

ادھیائے چہارم کرم سنیاس جوگ

بروز نخستین ز جوگ اے پسر
بگفتم بخورشید روشن گہر

بہ ارشاد منو شب دار شد
بہ تعلیم اچھواک درکار شد

درو شد روا جش درون جہاں
کہ معروف اوپند صاحب جلال

بہ اخلاص تکلیف کردم ترا
ولیکن جہد باید بہ ہمدم ترا
بگفتا کہ خدمت گذارم توام
ولے سخت حیراں زکارِ توام

منو۔ راجہ اکشوا

که تو جلوه گر این زمان گشته
فروغ رخ این جهان گشته

چسان دانمت رهبر آفتاب
ز تعلیم تو گشت چون فیضیاب

بگفتا که خامی هنوز ای عزیز
نه واقف ره عقل و تمیز

ز آثار شد خویش تو آگهم
بجای خود ایم همال در رهم

بقدرت توانی هویدا شدم
نه نیم نگاهی نه پیدا شدم

چو بنیاد دل گشت گرد
منایم خود را بشکل کسی

که حفظ ریاضت گزینان کسی
مراعات عشرت نشینان

بریزیم خون ستم پیشگاں
جهان را نمائیم دار الاماں
هر آں کس که مارا چه ها یافتست
ز آمد شدن روے بر تافتست
من آنم که باشد کرم پیشه ام
نباشد بجز لطف اندیشه ام
اگر دیگرے را پرستنده ام
ببخشم به آنها ز دست کرم
مرا چار بدن است و چار آتشم
بفرمان نگردد یکے از دوم
ز تن [illegible] و [illegible] جدا نیست
مرا از همه بدن تنها ست جدا
من ام فارغ از کار و کردارها
اگرچند من کرده از کارها

مرا هرکه داند چنین رسته است
ز قید هوا و هوس جسته است
ازین پیش هم عاشقان نجات
نکردند ترک عمل تا حیات
ترا هم نجات است گر آرزو
نمی باید از کار خود تافت رو
بسا مردمانیکه گمره نه اند
ز بنگ و بچه کار آگه نه اند
تمیز اندرین کار مشکل بود
تواند اگر صاحب دل بود
گذشت اگر حرف من جا گرفت
بفردوس جان تو ماوا گرفت

اکرم است و کرم است و دیگر کرم
کند کرم و ناکرده داند ز شرم

ز ناکردن آن که واجب بود
ندامت کشیدن طریق نکوست
نه تا کرده و نیها کند احتراز
که باید بصاحبدلان امتیاز
کسی کو نتیجه نخواهد ز کار
همان است مقبول پروردگار
جزای عمل خواستن خوب نیست
بامید دل کاستن خوب نیست
پیشه من کن عمل تا شوی رستگار
تن از حرص و هوا درگذار
اگر آتش معرفت برفروخت
بیک لحظه هر جنس کردار سوخت
وگرنه [illegible] آن مرد بالا رود
خروشش با خدا بست هر جا رود

اگر دل بسیار ست و دستت بکار
ازین هیچ اندیشه در دل میار
بر آنکس که محو ست در ذات حق
پئے رحمتش بست او سبق
وگر دل بکار است بے یاد او
رود ظلم بر تو ز بے داد او
کند ترک لذت که نعمت چشد
بجائے بدیں رخت راحت کشد
پئے دیوتا جگ کند آں کسے
که دارد تمنائے دولت بسے
بسا مرداں آتش افروختند
ز ہر جنس اشیا دراں سوختند
گروہے نشستند در آفتاب
گروہے بماندند در پیچ و تاب

گروهی به جنگ جوگ دارند کار
که گویند با هفت صد دل دو چار
گروهی بروزه بسر می برند
گروهی غذای یکی می خورند
به آنکس که غافل ازین کارهاست
بر آنها بباید او جهت خوردن رواست
توان یافت از جوگ عرفان حق
که جوهریست فرماندهٔ مطلق
بصبر آشنا شو تحمل بکن
بهر کار کردن تامل بکن
[illegible] بستر قناعت [illegible]
بشهوت بلذت مشو آشنا
باقبال یاران حسد هم مبر
برون کن خیال بدی را ز سر

شود هرچه دارد بدان را خدا
که جان از خدا و جهان از خدا

من و آتش و هوش و اشیا را او
بهم است جز به بهم دیگر مگو

یکی حفظ جتها شده ز جنگ
بلذت یکی بهره برده ز جنگ

تو هم جوگ را می کنی اختیار
شوی تا به لطف پروردگار

بعرفان حق خویش را خو ساز
بسوزش دل خود بهر خو ساز

چو عارف شوی می رود فکر غم
بغفلت مکن جز دل خود ستم

شود آتش شوق چون تیز تر
بسوزد هوا و هوس سر بسر

بود هر که عارف خدیو[ے] جهانست
بر اینش بنائے زمین و زمانست
خدا نیست عارف ولے از خدا
جدا نیست نزدیک اهل صفا
جهالت کند کار عالم خراب
جهالت کند مستحق عذاب
ببخشد یقین آدمی را کمال
یقین را ثمر دولت بے زوال
چو کامل شود مرد در علم جوگ
شود فارغ از رنج و اندوه و سوگ
بزن دشمن خویشتن را به تیغ
نباید درین کار کردن دریغ
به تن پنج باد است ساکن مدام
نشان میدهم من از انها مقام

ے بادشاه

سمان[1] است در ناف و در دل پران[2]
ادان[3] در گلو و بمقعد اپان[4]

بیان[6] ست اندر تمام بدن
بایں پنج باشد نظام بدن
فرو رفتن دم بزور اپان ست
بر آوردن آن بسعی پران ست
ازیں شغل نبود غرض هیچکس
بجز کشش بود شغل حبس نفس
ز جگهای دیگر همین یک جگه است
کزو یاد حق سازے[5] همه تن درست
کسانیکه غافل سرشته شان
بعید از مقام بهشت اند شان
اگر بهره داری تو از هوش و عقل
بسر بر شب و روز با اهل فضل

[1] سمان اس ہوا کو کہتے ہیں جو تمام جسم میں ہر جگہ پر خوراک کا جوہر یکساں طور پر پہنچا سکے
[2] پران باہر نکلنے والی ہوا [3] [illegible] [4] [illegible]
[6] بیان اندر جانے والی ہوا [5] [illegible]

دل از بند هر چیز برداشتن
دران راحت خویش پنداشتن

بنزدیک من از دو عالم خوش است
اگر معرفت نیست این هم خوش است
بجز معرفت یافتن مشکل است
مکانی که بالاتر از منزل است

ارادت وجود همه را مراد
خیالی مراد است پیش اعتقاد
خیالات را از دل دور کن
دل خویش را منزل نور کن

ادھیائے پنجم پرکرت جوگ

بگفتا ز ترکِ عمل و ز عمل
کرا می بود خوشتر و بے زلل[۱]
بخوبی ز ہم دست خود تا بکار
دلم را ز ناپاک بیروں برآر
بگفتش کہ کردن نکردن خوش ست
ولے دست در کار بُردن خوش ست
ہر آنکس کہ بے مدعا کار کرد
ز آزادگان ست آں نیک مرد
ز ترکِ عمل کار ہر کس بود
ز فضلِ خدا یار ہر کس بود

۱ـ ذلت

سزاوار ترک عمل آن بود
که عالم برش جمله یکسان بود
بود دوست دشمن برابر برش
نباشد خیال دوئی در سرش
بود هر که نادان غفلت شعار
جدا بشود کار از ترک کار
بداند یکی هر که دانا بود
که شهید را زهر بالا بود
غرض بیغرض کارکن ناجی است
که از خود هر کار مستغنی است
کمالات جوگی شود چون تمام
بود جوگ و سنیاس را یک مقام
هر آنکس که آن هر دو را یک بداند
ز آلام و اوهام دل را رهید

بجز جوگ سناس مشکل بود
چو سیفلے که او پاے در گل بود
رسد زود تو در مقام نجات
بهر دو صفت بشنو هچو ذات
نبود بجز عشق ذات خدا
ببیند تجلیش در هر کجا
بذاتے عمل بر چنین کس کجاست
که جان و دلش هچو ذات خداست
شنیدن بگوش ست دیدن بچشم
بدارد تعلق بدل مهر و خشم
مساس[له] ست از دست رفتن بپا
بود از زبان لذت هر غذا
زبینی ست بو و قیاس از دماغ
درین جمله جان ست مثل چراغ

له مساس کرنا یا چھونا

اگرچند محسوس کس نیست جان
ولی هست از وی لبالب جهان
بود جوگیا نزد همیشه فراغ
نسوزند بر کار دنیا دماغ
عملهای شان بهر عرفان بود
از ایشان بود هر که انسان بود
گرفتار خواهش بدام بلاست
گهی پادشاهست و گاهی گداست
بود هر که غالب بحسهای خویش
نگردد دل او ز اندوه ریش
بود بود باشش چو نیلوفران
که باشد در آب و نباشد تران
تو هم آنچنان کن که من میکنم
میان خطر گه وطن میکنم

تن آدمی دان جہانِ صغیر
بود نقشۂ آں جہانِ کبیر
درش نہ بود بشنو اے اہلِ ہوش
دو سوراخ بینی دو چشم و دو گوش
زبان و مکانہائے بول و براز
بود جاں دروں پرتو کارساز
سہ گونہ بود مردم ایں جہاں
یکے آنکہ بندد بہ دشمن میاں
دگر آنکہ جرأت نیاید ازو
سوم مردہ خواہد و نکوہیدہ تو
یکے میکند کار و داند زخویش
مدام است از فہم خود سینہ ریش
یکے می شناسد خدا میکند
بہ پیش من اینہم خطا میکند

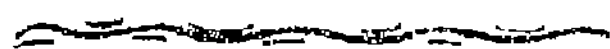
زبیندہ نشی آئینہ زنگ بست
ہم از سنگ غفلت رسیدش شکست
بود صاف آئینۂ عارفاں
کہ در وے بود مہر نورش عیاں
برابر پیشاں بود مور و فیل
کہ یکسانست اینجا عزیز و ذلیل
بشاہ و گدا لطف یکساں کنند
مراعات ہر دل پریشاں کنند
نخواہند از بہر خود ہیچ چیز
کہ مطلوب ایشاں نشد ہیچ چیز
بلذت ندارد دل آشنا
بیابند ذوق بیاد خدا
بشکر و شکایت ندارند کار
ہمیشہ بمانند بر یک قرار

ز لذات جسمها نفور اند شان
خداوند عقل و شعور اند شان
سرانجام آرام اینجا غم است
جهان جملگی خانهٔ ماتم است
هر آنکس که از حرص و خشم است دور
توان گفت او را سراپا سرور
بدل می‌کند سیر محسوس ها
بداند که در اوست ارض و سما
پراگنده خاطر نگردد چنان
که در عقل و هوشش در آید زیان
شود حاکم مهر و ماه و فلک
بود غالب جن و انس و ملک
ز رهبان عبادت گزین گوشه گیر
نگردند در دام دنیا اسیر

۱ — [illegible]

بیادِ خدا محو باشند شاں
نخواهند هرگز ریاضِ جناں
گروهے که مغلوب حرص و هواست
گرفتار در دام گاهِ بلاست
ز شادی نه شاداں نه از غم غمی
همان است در پیشِ من آدمی
هر آنکس که مُرد است پیش از ممات
نصیبش شده جاودانی حیات
خیالاتِ باطل ز سر واکند
کناره ز لذّاتِ جیفها کند
میانِ دو ابرو نظر دوخته
کند حبسِ دم با دلِ سوخته
پرانِ و اپان را برابر کشد
سبوئے مے عشق بر سر کشد

بدست آرد عقل و دل هم هواس
همانست دانائے یزداں شناس
ز خوف و رجا و ز حرص و ہوا
نماید دل خویشتن را جدا
ہر آنکس کہ جنگ میکند در جہاں
پس از مرگ یابد ریاض جناں
چو عارف شود قدر من داند او
بنامے کہ داند مرا خواند او



وصایائے ششم و ہفتم

شنو زاہد اگر کس جزائے عمل
کند صرف ہمت برائے عمل

نہ افتد نگاہش بہ سود و زیاں
بود سرب ناشی و جوگی ہماں

تفاوت بجوگ و بسنیاس نیست
کہ در ہر دو جز پاس انفاس نیست

اگر از دروں مہر دنیا نرفت
عبث از ریاضت دل خویش تفت

رسد بے عمل کے بمعراج جوگ
عمل می نہد بر سرش تاج جوگ

۵۹. لٰہذا سرب ناشی یعنی سرب ناشی، وہ جوگی جو ترک منزل پر پہنچا ہوا منزل سکون حاصل کر لیتا ہے حقیقت میں سنیاس کو پا لیتا ہے اور یہی سب سے بڑا درجہ ہے۔

هر آنکس که مغلوب حسها شود
به هر دو جهان سخت رسوا شود

چو کامل شود چونک است خوش سیر
نیاید بجز نور حق در نظر

دلش چون بآن دلربا بسته شد
دو چشمش به ماسوا بسته شد

دل است اینکه یار است و دشمن هواست
همان خضر راه است و رهزن همانست

اگر دل بپیوست با پیش شست
دگر رشته کار عالم گسست

بود اهل دل فارغ از کیف و کم
ز شادی نبالد نکاهد ز غم

بود باطنش گنج علم و کمال
بداند جهان را چو خواب و خیال

ایسے ادمی کا ملک
کیف وکم کسی بات سے کیفیت یا اندازہ داخل کرلینا [illegible]

زر و خاک یکسان بود پیش او
نباشد بجز راستی کیش او

بخویش و تبار و باغیار و یار
ندارد بجز نیکوی هیچ کار

کنون گوش کن طور اشغال جوگ
که گردی خبردار ز اعمال جوگ

بهموار جا فرش کن اول [illegible]
کش[1] و چرم[2] آهو و کرپاس[3] پیش

نشان از پئے[4] [illegible]
دل خویش روشن [illegible]

زبان و دل و دست یکجا بکن
بسوئے کسے دست را وا مکن

نگاهے[5] به بینی خود کرده باش
تماشائی حسنِ در پرده باش

[1] کش ایک گھاس۔ [2] چرم آہو۔ مرگ چھالا [3] کرپاس [illegible] [4] [illegible] [5] [illegible]

بصد ناز بنگر بجان و تنم
تماشائے من کن ہمیں یک تنم

بہ بسیار خواران و بسیار خواب
بود جوگ کردن بغایت عذاب

بخواب و خورش بایدست اعتدال
وگرنہ قریب است نقص کمال

چراغے کہ محفوظ ماند ز باد
نمیرد ترا حرف من یاد باد

ہمیں طور جوگی بعمر دراز
بماند شود گر بدل چارہ ساز

بود باد انفاس جاں چوں چراغ
نگہدار آں باد را در دماغ

برہمہ چیرج[1] باشد دل آرد بدست
نیاید ازو بر دل کس شکست

---

[1] برہم چیریہ

ز لذّاتِ حسّی اگر رستہ شد
چو برق جہاں از جہاں رستہ شد
ز محنت کشی نیست رنجے بہ او
کہ ایزد عطا کرد گنجے بہ او
چو زنبور کو شہد یکجا کند
چو پُر شد دل خود ازاں بر کند
اگر دست خود را کشد از عمل
نیابد بوضع کمالش خلل
چو دل شد جدا از ہوا و ہوس
بداند کہ اللہ باقی و بس
دلِ بیقرارش چو گیرد قرار
بروں آید از گردشِ روزگار
بہ بیند بخود جلوۂ عین نور
بود ندمت الحسر او را سرور

شود لذّت وصل من حاصلش
نیاید خیال دگر در دلش
چو خیزد ز آئینۂ دل غبار
ببیند دران پرتو روی یار
دگر فارغ از رنج و دردست او
فراغت ز کونین کردست او
همه را به بیند چو از روی دوست
بداند که عالم تجلّی اوست
به بیند جهان را که در من نهان است
درون جهان جلوۂ من عیان است
ز گرداب امکان آید بروں
به خلوت که قدس باشد دروں
به برگ و گل و باد ما را به بیں
بما چشم وا کن خدا را به بیں

بود محو ذاتش محیط جهان
درو جلوه دارند کون و مکان
بگفتا که گفتی ز روی کرم
ز اعمال جوگ و هم از حبس دم
ولیکن دلم ای خبردار کار
بیک حال هرگز نگیرد قرار
چو مغلوب من نیست دل عاجزم
چو فیلی که افتد بگل عاجزم
پریشانی دل سراسیمه کرد
مرا سینه چون تخته قیمه کرد
بود دل چو بادی که نابد بدست
در اندیشه اوقات من شد شکست
بگفتا که دل همچو سیماب هست
جهش از غم و غصه بیتاب هست

به یکبارگی دل بدست آیدت
که خون جگر خوردنی بایدت

بوضعی که گفتم نه راه و داد
جواد هوس را بگو خیر باد

بود نفس اماره خصم قوی
بکن جهد مردانه شد بدی

بگفتش که ای غمگسار جهان
مراد از آن مرد کامل نشان

که دل را بفرمان خود ساختست
بنای هوس را بر انداختست

دگر آنکه دارد بجنگ اعتقاد
ولی نیست با نفس خویشش جهاد

دگر آنکه بنای خواهش شکست
براه خدا پای خواهش شکست

[illegible]

پس از مرگ اینها کجا می‌رسند

بگوید بقرب خدا می‌رسند

بفرمود کاری در خور تربیت

بگویم ترا کان بکار آیدت

چو آنکس که شگفته و نو رسته است

پس از مرگ جانش بجنت سرا است

شود دیوتا چونکه [illegible]

بجنت بود خلد او [illegible]

چو زشت شود [illegible]

جهنم بقعران سال آفرین

شود پیر سالان با بزرگ بیش

دلش بسته با آل کردار خویش

چنین سال بود تا بیابد کمال

نگردیده است او را کمال زوال

بود مرد عارف به از زہد کیش
کہ او ہست مغرور بر زہد خویش
بجوگ آشنا کن دل خویشتن
بنہ پائے محکم در اخلاص من
ہر آنکس بمن آشنا مے شود
خداوند ہر دوسرا مے شود

ادھیائے ہفتم بگیان جوگ

چو افضل ترہمہ ہی مقامِ رہت
کہ باید رسیدن بمنزل گہت
نصیب بود آں کمالات جوگ
کہ طاری کند بر تو حالات جوگ
ہماں مرد باشد دریں راہگذر
کہ بندد بہ تحصیل عرفاں کمر
بناسے جہاں بہر عارف بود
کہ آگاہ بیش از معارف بود
بود ذات او باعث کائنات
صفاتش بود ہمچو ایزد[له] صفات

له ایزد یعنی خدا تعالے

بہ تو چیز شد آفریدہ جہاں
یکے چار طاق[1] و دگر آسماں
دل و دانش و قدرت کامل است
دگر جاں کہ آں شمع ایں محفل است
جہاں است فانی و باقیست جاں
عیاں ست دارائے کون و مکاں
نہاں است کز من در جان من
چو در تخم باشد شجر جان من
ثریا ستارہ و مہر و انجم منم
بامواج دریا تلاطم منم
منم حرف اول ز الف تا بہ یک
زمین ہست ہر نارستہ را امید
منم عقل عارف منم شان شاہ
منم غیرت و جہل و بخل سپاہ

[1] چار طاق یعنی چہار عناصر [illegible]

منم با جلال و منم با جمال
منم شعشع خیر و منم با کمال
منم چار عنصر منم نُه فلک
منم حاکم جن و انس و ملک
منم بر سر تن همه منم پنج گن
منم آنکه اول دوم حرف کن
بظاهر که امثال مردم منم
بباطن باشکال مردم منم
نگنجد به اندیشه و کس چه دید
بگوید تو پیدا است اینها سخن
[illegible]
نیم من فرشته نیم من بشر
منم آنکه خود هم خدا گفته ام
چو عارف شوی مست شناسی چه ام

[illegible]

کسانیکه بیدانش و غافل اند
ز دریا چه دانند بر ساحل اند
بود چار کس در جہان نیکنام
نخستیں کسے کو بصدق تمام
کند محنت و روزی آرد بدست
نخواہد دل ہیچکس را شکست
دگر آنکہ دنیا نخواہد چناں
کہ باید نگردد بہ شخصے زیاں
سوم آنکہ مشتاق عرفاں بود
چہارم کسے کو خدادانؔ بود
بگفتم در آئینہ مردم بسے
بدیدار من مے رسد کم کسے
بہ بیند رخ خود ہم ایں آئینہ
فتد پرتوم در چنیں آئینہ

لہ خدادان ۔ خدا کے بھید کو سمجھنے والا

که روشن گر او بود نورِ حق
بآں انجلاے که منظورِ حق

بود جلوهٔ ذات در کائنات
ازانست نیرنگهاے صفات

کسے کو شناساے آں جلوه است
دلش در تماشاے آں جلوه است

بغفلت سرشتی پرستنده نیست
بپیش خرد جمله هستنده نیست

پرستش بجز حق سزاوار نیست
شود خوں دلے کو بآں یار نیست

بہن چار یار اند لیکن یکے
بہن یار جاتی بود بیشکے

چه شد آید او خدمت دیوتا
بزن دست در دامنِ کبریا

کہ نیست کی پوجا کرنیوالے یعنی ماسوی اللہ کی پوجا کرنیوالے بھی خود بھی نیست ہیں اور انکے معبود بھی نیست ہیں ۔

اگر گشت آگاه از نُه فلک
وگر گشت حاکم به جن و ملک
چه حاصل که غافل از آن دلرباست
که او جلوه پرداز در هر کجاست
هر آنکس که زنجیرِ این دانست
گرفتار آمد شد این جهانست
ز خس تا به دریا ز که تا به کوه
ز پشه تا به عنقائے والا شکوه
ز سنگ زمین تا به بام فلک
چه وحشی چه طیور چه جن و ملک
همه مشکل اعمال بگرفته اند
به تقلیب احوال دل گفته اند
بدام بلا می کشد حرص و آز
کند خشم و شهوت در رنج باز

له گرفتار آمد شد این جهان [illegible]

گرفتار طبع است هر آدمی

یکی شادمان است دیگر غمی

بهر تکیه[1] دارد بهر دیوتا

دلش میشود مائل ایمان ما

خدا میفزاید ورا اعتقاد

ازان در پرستش نماید جهاد

کند حق ظهوری چو در باطنش

تمنای دل میشود حاصلش

هر آنکس که دارد دل خویش صاف

شود زود یکسر دل پر حق آشنا

بود اعتبارش ز عشق و غرور

نیاید گناهی ازو در ظهور

شود محو در صرف اخلاص حق

دلی او بود خلوت خاص حق

[1] بهر تکیه دارد ... اعتقاد ... [2] ... باطن ... [illegible]

بلے اختلاف عقاید ہے

خدائے قدیم شناسد کہ

کہ موجب خلق کس دیوتا

کہ صاحب حکم روزِ جزا

چو خود داند او جان جاندار را

نخواہد زخارد کس آزار را

دلِ خود کند جمع بیند مرا

درین بزم چون شمع بیند مرا

حقیقت بجز عقل معلوم نیست

ندارد اگر عقل حیف است زیست

کند ہر کہ یادم دم واپسیں

رود بیگماں در بہشت بریں

جہاں پردہ ہست بر روے جاں

نہ بردارد او را بجز عارفاں

بہر رنگ بیند مرا ہر کسے
بہر سنگ بیند مرا ہر کسے
نزائم نہ میرم گہے در جہاں
میانِ جہان ام چو در جسم جاں
ز ماضی و مستقبل و حال نیز
خبر دارم اے یارِ صاحب تمیز
گرفتار دام حواس است خلق
ز امید نیں رہ بیاست خلق
زادہ ہیائے تم من نمودم خبر
شب و روز داری مرا در نظر

لے نزائم نہ میرم - نہ جیتا ہوں اور نہ ہی مرتا ہوں ۔ ے بیاست - منتظر ہے

ادھیائے ہشتم سدھ جوگ

گفت کہ اے رہبر گمرہاں

ادھیائم خویش کرو بیاں

[illegible]

[illegible]

دمے واپسینت بہ اندیشہ چناں

چناں بہشت بیاں جہاں

دانشاں عرفاں ایزد تعال

احوال رکھ کہ ہستے فرخندہ حال

لہ دمے واپسینت یعنی آخری سانس لہ رکھ کہ ہستے یعنی رکھی ہتی

ز کیفیت حُب تماشاست
ز نیرنگِ جلوه‌های صفاست

بفرمود قالب جهان را شناس
دران جلوه پردازِ جان را شناس

که باقیست هرگز نگردد فنا
بود جلوه اش جلوهٔ کبریا

اگرچه ز نام باقی و فانی ست چهر
جهان است او و نیست اے خوش سیر

بود پرتو است جان بیگمان
که او بود اول ز هر دو جهان

منم آگه جگ شاهد هر سه حال
منم واقف راز حال و مآل

بس است طاعت خیر خلق
منم یار خلق و منم غیر خلق

[illegible]

بود خوشے آں ایزد کردگار
مسمی بہ اوصیاکم اسے کامگار
کند ہرچہ در وقت موزون خیال
ہماں رنگ گیرد خیالش مثال
زبان و دل و عقل و ہوش و حواس
شود جمع مرد ایزد شناس
بگفتار من گر نمائی عمل
بر آید دل تو ز بند خلل
پس از کشتن خویش بر انجہال
کہ از ہستی تو نماند نشان
فنا ہر کہ گردید پیش از فنا
دگر ہست او را ہمیشہ بقا
نہ محتاج ماند بارشاد کس
شود پیر ہر کس بایں گفتہ بس

ملحقہ [illegible]

چو پرسی ز احوال پیران جهان
که پیداست هر جا و باشد نهان
نه پیوسته واند و دور است او
بفانوس تن شمع نور است او
نه بیند کسی عالم آراسته او
بجز عارف غرق دریای او
کند هیچ دم در کمی ارتحال
نیارد بجز روی حق در خیال
برآید روان را ز راه دماغ
که تا سرتاپا شود این چراغ
هر آنکس که باشد بیادش مدام
به بیداری و خواب در ذکر نام
به تنها نیابد سبب با نجات
بتاثیر ذکرش بود جو ذات

لمعهٔ سوم در بیان

خدایا هاکرو بنیاد خلق
که او هست ستار آباد خلق
بر اینها که می آفرینند جهان
نهایت نه آید شدن بیگمان
مگر واصل حق نیاید به تن
که او میشود محو در ذات من
کسانیکه [illegible]
بدارند خود را [illegible]
عداوت بدارند با هیچ کس
نباشد [illegible] لذت نفس
اقاشکال بود و لامکان
که جز کبریا نیست هیچ اندران
بسی می شمارند لیل و نهار
ولیکن از اینها چه آید بکار

[illegible]

نمایند از روز برهما شمار

که آن چار جگ ست اندر هزار

بمقدار[له] روزست هر یک شبش

ز تقویم اجل هست تا بیشها

بسے بشمارند از کوه و دشت

بسے میگذارند ساعت بطشت

بسے می نگارند تقویم را

ندانند شان قدر تسلیم را

شود صبح برهما هستی شود

بگویند عالم فنا می شود

بیاید ابد و ازل درهم کشد

برون آردش چونکه روزش رسد

ندانند برهما که یک بنده است

بدرگاه ایزد سر افکنده است

له چار جگ سے مراد ست جگ، تریتا جگ، دواپر جگ، کل جگ [illegible]
برہما کا ایک دن ایک ہزار چار جگ [illegible]

غیر از خدا نیست باقی کسی

[illegible]

[illegible] است او

[illegible]

شناسنده اش را نباشد زوال

دگر هر که باشد [illegible] زوال

جهان [illegible]

[illegible]

[illegible] گمراه اند

[illegible]

[illegible]

بهر دو جهان [illegible]

ز احوال [illegible]

[illegible]

[illegible]

کند [illegible] شمس ماه [illegible] کمال
ورین [illegible] عشق ابر است [illegible] جلال
[illegible] سال روز [illegible] سالیان می شود
که با [illegible] می شود

[illegible]

مسلسل بود دورهٔ کائنات
تماشاست از بهر اهل نجات

ادھیائے نہم راج جوگ

چنیں میدانمت مخلص نیک خو
سخنہائے اسرار گویم بتو
اگر گوش داری چہ پیشوی
خدا میشوی و خدا میشوی
کہ ایں دانش آں سوئے ہر دانش است
بغیر سخن رس اگر دانش است
دگر شادماں زندگانی بکن
چو من عشرت جاودانی بکن
ہر آں کس کہ ایں اعتقادش بود
ہمیشہ زرخ من بیادش بود

کسانیکه بے معرفت رفته اند
بسوزِ جدائی جگر تفته اند
گرفتار زندان آمد[1] شده اند
زبیدانشی خصم جان خود اند
بدان اے دل دشمنان از تو خون
بدان پیش تو ہمچو صیدِ زبون
کہ من صورت آفرینده ام
بمعنے خدایم اگر بنده ام
ز اعمال و افعال وارسته ام
دل خود بجان آفریں بسته ام
تفاوت میانِ من و حق نماند
ازیں راه دو عالم خدایم بخواند
جہان در من و من میان جہان
بود رتبہ من فزوں از بیان

[1] آواگون

چو در گنبدِ چرخ نیلی ہوا ست
چناں در من ایں کائنات خداست
منزہ ز اعمال ذاتی مرا
خداوند ہر بندہ خوانی مرا
بود این و آں بستۂ قدرتم
طلسم جہاں بستۂ قدرتم
منم ہرچہ ہستم خدا از من است
فنا از من و ہم بقا از من است
چو روزِ برہما شود منقضی
فنا را جہاں مے شود مقتضی
صباح[1] ششش خلق عالم کنم
مہیا جہاں را بیک دم کنم
بریں صفحۂ بنگہ چہا میکشم
بشکلِ عمل نقشہا میکشم

[1] سلہ: بمعنی صبح

بود قدرت از من ز قدرت همه

منم صانع پاک حضرت همه

مرا عاشقان همچو خود دیده اند

چها در حق من تراشیده اند

همه کس ندانند و بر باطل اند

ز نه داری کار من غافل اند

بوضع شیاطین بجسم خوگر اند

به پر کردن این جسم خوگر اند

کسانیکه خوی ملک یافتند

مرا آں سوئے نہ فلک یافتند

مرا سے پرستند ہر صبح و شام

بیاد من ہستند ہر صبح و شام

یکے جسم بداشند و بسیار جسم

جہاں را ہم شناسندہ دادارم

[illegible]

بتازد بتنگ است کس نیابد مرا
بجز گیان جنگ کس نیابد مرا
بهر جا که جوید کسے حاضرم
ز احوال جوینده ها ناظرم
منم جنگ منم آتش و آب و خاک
منم آن هوا کو ست از نقص پاک
منم یار بی یار و مادر منم
پدر نیستم و نیز مادر منم
شر بخش اعمال مردم منم
جزا بخش افعال مردم منم
حیات و ممات خلائق منم
خبردار علم حقائق منم
منم خشکی سال و باران و ابر
منم شاکر و صابر و شکر و صبر

منم حرف اول[1] کہ من گفتہ ام
بصد رنگ دیگر سخن گفتہ ام
فراہم کن صد پراگندہ ام
پناہے غریبان در ماندہ ام
زمیں ہم منم آسماں ہم منم
مکیں ہم مراداں مکاں ہم منم
منم رازق خلق و غمخوار خلق
بود نیز ہم من نگہدار خلق
مرا ظرف[2] و مظروف ہر دو بداں
مرا صرف و مصروف ہر دو بداں
منم مہر و من ماہ و من اخترم
منم آنکہ از جملہ بالاترم
منم قطرہ دریا و ساحل منم
منم آب حیواں و حاصل منم

لہ حرف اول سے مراد الف ہے
[2] خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ، خود بر سر آں کوزہ خریدار بر آمد

درین کارگه[له] هر چه هستم منم
گواهِ بد و نیک عالم منم
اگر بے غرض بندگی مے کند
بخرّم دلی زندگی مے کند
بود بندهٔ خاص مقبول او
بخلوت گهِ قدس موصول او
مرا گر پرستند و گر غیر را
پرستیدنِ او بود خوشنما
که او در حقیقت پرستید حق
ببخشائش او بود مستحق
اگر غیریت مے برارد ز دل
بعرفان حق مے شود متصل
هر آں کس که دل خودبین بسته است
ز دام هوا و هوس جسته است

له. معنی زمان

نتائج زهد جنگ و طاعت منعم
خداوند اهل حقیقت منعم
بمن هرکه دل داد صاحبدلست
چو شمع فروزان درین محفل است
بکن جنگ و خیرات از بهر من
که باشد مقام تو در شهر من
اگر با شیاطین صحبت گرفت
طریق غم و رنج و محنت گرفت
بجائے نخواهد رسیدن کسے
بجز گمرهی نیست او را رہے
برآ از خودی و خدا را شناس
بهر صورتے معنی ما شناس
مده پائے خود در ره باطلے
مکش محنت و رنج بے حاصلے

مرا هست منظور عشق است بس
همین است منظور اهل نظر
اگر عشق من می کنی اختیار
نصیبت شود دولت پایدار[له]
بظاهر چه اخلاص داری بمن
بباطن کن ای یار یاری بمن
که زنگ دورنگی زداید ز دل
خیال دوئی را رباید ز دل
چه آتش فروزی و طاعات هم
بشبها تمام و بخیرات هم
با خلاص برگ و گل و فرط آب
اگر می‌دهی می‌شوی کامیاب
نیم بسته زهد طاعات کس
مرا هست اخلاص منظور و بس

له دولت پایدار [illegible] مراد از نجات [illegible]

اگر فاجرے[۱] ہم کند یاد من
نگردد گرفتار زندان من
پرستند با اخلاص گر کس مرا
با و مہربانی بود بس مرا
اگر یادم آرند اہل گناہ
نخواہم کہ باشند نامہ سیاہ
ز احوال اخلاص مندان خویش
کہ از عشق من سینہ دارند ریش
چگویم کہ از صد دو عالم بہ اند
بچرخ حقیقت چو مہر و مہ اند
مثال در گمان عبادت گزین
کہ با من دل شان الفت گزین
خداوند ہر دو جہان گشتہ اند
ز قرب خدا شادمان گشتہ اند

۱ گناہگار ۲ منی اور بتی

ز پندار توبہ بکن اے پسر
بعجز و تضرع بمن کن نظر
بجنگ و بطاعت مرا یاد کن
بہ عشقم دل خویش را شاد کن
بیادِ من ار بیس[1] و سودر بود
برابر بصد پاک گوہر بود
ز عشاق بسیار سر شدہ ام
بکن عشق من عشق را بستہ ام
ز احوال اخلاص کیشان من
چہ پرسی کہ ہستند شان جان من
بہ تو ویژہ[2] ہر کہ الفت گزید
پس از مرگ در پیش ایشان رسید
طلبگار من واصل من شود
اگر چھتری یا برہمن بود

[1] بیس و سودر سے مراد ذلیل اور شودر ہیں۔ [2] ویژہ سے مراد گروہ یا جماعت ہے

خودی را تو بگذار بے خود بشو
ازیں پس براہ ضلالت مرو
بمن گرشوی محو واصل شوی
ز نقصان برآئی و کامل شوی
نہ یارے کسے ہستم و نے عدو
بہر یک مرا ہست یک رنگ خو
طلبگار یاران مخلص منم
خریدار یاران مخلص منم
اگر خدمت من بدل مے کنی
کف خاک برفرق غم مے زنی
باخلاص ہر کس پرستد مرا
بود بیگمانش بفردوس جا
بخدمت[1] گری مے شوی کاملاں
باخلاص گردی سر دو جہاں

[1] ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

ادھیائے دہم بھوت جوگ

سخن بہر نفع تو سر میکنم
ز راز نہانی خبر میکنم
کہ رو دہا نیاں را خبر ہیچ نیست
نہ ہم جملہ ایشاں دگر ہیچ نیست
پیدا شدہ ایشاں ز آغاز من
ز ہر پردہ سے آید آواز من
ہم آنکہ اول ظہور من است
جہاں روشن از شمع نور من است
چو پیدا شدہ ایشاں کہ من [illegible]
[illegible] نور حق [illegible]

مرا اوّل و آخر آں کس کہ دید
بجائے کہ نتواں رسیدن رسید
رہا گشت از بند سخت گناہ
فتادش بخلوت گہ قدس راہ
دل و عقل و آرام و صبر و قرار
زبوں کردن نفس بیہودہ کار
تقاضا و تمنائے دل
شکیبائی و شکر و ایذائے دل
غم و شادی و راستیٔ سخن
نکوئی و زشتی و رنج و محن
نکونام و بدنام دوراں شدن
بہر رنگ چوں آب یکساں شدن
غرض ہرچہ باشد زما آمدہ
ز نیرنگیٔ ما جہاں آمدہ

ز دل آفریدم مناں و رکھاں
کز ایشاں ست آبادی ایں جہاں
مرا ہر کہ دانست بنائے[1] آں
ہمیشہ بود در دلم جائے آں
فزائندہ قدر ایشاں منم
جہاں جملگی قالب و جاں منم
وجود و عدم ہم حدوث و قدم
چہ عرش و چہ فرش و چہ لوح و قلم
زمن شد پدیدار[2] و عارف شناخت
بسے را بفہمید من ہوش باخت
یقیں داں کہ من آفرینندہ ام
بہ نیک و بد خلق بینندہ ام
مرا اہل دانش چنیں دیدہ اند
بعینہ بعین الیقیں دیدہ اند۔

[1] جہاں تمام کو ذات سے تعلق ہے جہاں اس کا مکان میرا دل ہے

[2] پدیدار یعنی ظہور دار و ظاہر

شب و روز هستند در یاد من
در دیده بستند در یاد من
به تعلیم و ارشاد من شاغل اند
همه تن روان و سراپا دل اند
بصبر و قناعت بسر می برند
نشنا براه دگر می برند
کسی را که من دوست میدارمش
بچشم جهان آنچنان آرمش
که باشد بعالم پناه همه
بخاک در او جباه همه
بگفتا ترا ای سزو عزو شان
تو هستی خداوند هر دو جهان
چه نیکو چه بد یا هر چه هستی توئی
خدا و تو بالا و پستی توئی

۱؎ جباه یعنی ساجبه

توئی جسم عالم توئی جان خلق
توئی کفر و مستی و ایمان خلق
شناسندهٔ خود توئی بیگمان
چه فهمد ترا چون من ناتوان
بهر جا بود جلوهٔ شان تو
جهانست قربان هزاران تو
خدا را بمن این قدر رهنما
کجا جویمت چون شناسم ترا
بفرمود بر حرف من گوش کن
خیالات دیگر فراموش کن
ادت[1] را منم پور با نام بشن[2]
منم پور بیدیو[3] گویند بشن
مرا در کواکب سپه آمد علم
بچشم من از جهل و غمرت[4] ستم

[1] ادشی کا پور بیٹے نکلنے والا آفتاب ہے۔ [illegible]
[4] مرت سے مراد مورتیاں ہیں جو کہ تعداد میں ۳۳ ہیں اور دیوتا [illegible] سے شناخت [illegible]

منم اول و آخر و درمیان

جهانست قالب منم جان آن

مرا شد همه نام است در جهانها

بروحها نهانم نشم دیلوتا

بجسمها عیانم جسال درون شمیم

میان همه ادوقید لشکر منم

همیشم مسیان جبل لشتری

بجمل ... مشتری

بهر چهار ... کوه هم شماره

بهر چیست ببوها منم تا صدا

کمارم لشکرکشان جهان

محیط منظیم براهم کران

بر کجا ستم بهرگ نیکو شیم

منم اسم ذاتی بعالم علم

سلد بڑا پہاڑ ... پر وہت

بجنگها تو چپ جنگ مرا چپ شمار
بهاله سنگم دره دگر کوهسار
باشجار چپل بدانی مرا
بکهها تو نارفه بخوانی مرا
بسدهاں کپل من تگندشپ با
منم چشمه مطرب دیوتا
مرا نیز نام است اندر سلاح
منم سام و تیغی کز بخشد فلاح
بباران منم بانگ نامدار
منم شیش نگ سراپا وقار
بعالم منم کبریا و منی
منم آنکه باشد دل من غنی
بدیشان تو پهلو دانی مرا
تو در قاتلان کال خوانی مرا

[illegible]

بجالش مرا باد صد صد شمار
به بید اندرم شام دلبر شمار
نهنگم بود نام دریا هیبان
بود گنگ در چشمه‌ہائے رواں
بفیروز مندان منم ارجمند
که نامش بهر دو جهان شد بلند
در آغاز و انجام اوسط منم
منم صاحب فضل و جود و کرم
منم علم بیدانت بحث کمال
منم صاحب شان و عز و جلال
بنوع بشر شاه شاهان منم
خداوند انجم سپاهان منم
منم کام کاتبا و عالم از دست
منم چون ماوائے من آنچه هست

به پیشتراں بود نام من ارجماں

بفرماں روایاں مرا نجم بخواں

بدرندگاں شیر شرزه منم

گرڈ در طیوران صید افگنم

مرا نام ڈنڈا است اندر سماس

که دانند خویش عبادت شناس

منم آں زماں کو بودے زوال

منم مرگ کانرا بگویند کال

الف به شماری میان حروف

منم آفتابے بری از کسوف

زمانہا وہم ہرچہ خواہد شدن

منم نابود ایں زمان و زمن

منم کیرت و سمرت و دهی

چماں بدہ وہم دہیرج و سرتی

۱؎ نجم سے مراد [illegible]

بچندم شناسی تو گر کیستی
بپیوست اسلام در سامها بنگری
و حضرم میان نکیبال منم
مصاحب میان ندیمان منم
بشش فضل پیداست نامم بهفت
منم یار غمخوار هر ساده و ...
منم یا گمره میان ...
فسانم نوا نی بیازی و نرده
منم ... و ... سپیده و گلرم ...
کمال کمالم نه روز شگفت
بدانشوران نام من شد بیاکی
ترا این دو بیت پادشاهم شناس
منم خامشی گوست شهره دهن
منم حسن تقریر اهل سخن.

بابل عشق کے [illegible] فراقی مرا

بعد ماندہاں [illegible] دل واقی مرا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ادھیائے یازدہم روپ درس

بگفتا کہ اے سرورِ سرفراز
توئی چارہ پرداز اہل نیاز
کسے بیکسان و جہان پروری
ز وہم و قیاس و گمان پروری
نمودی ز رازِ حقیقت سخن
کشودی درِ معرفت را بمن
بگفتی کہ ہستم محیط جہان
دلم خواہد اے قبلۂ داستان
کہ آن صورتِ خود کہ عالم دروست
بجابد سرشتان تماشائے اوست

منائی اگر جان تازه دہی
برخسار امید غازه دہی
سرفراز دارین سازی مرا
خبردار کونین سازی مرا
بگفتا که خوب است اے کامجو
برآرم بوضع خوشش ایں آرزو
ولیکن باین وضع دیدار نیست
که ایں چشم تاب رخ یار نیست
بچشمت دہم انجلائے دگر
که جز من نبیند بہائے دگر
پس آنگه دہاں را چو گل باز کرد
جہاں دردِ جلوه پرداز کرد
زحسرِ آں طرف دید اشکال را
بصد رنگ آں مہر تمثال را

ملہ روشنی

ز بهر صورتش صد پایه به مهر
بپاید او او بخوبی و چهر
هزاران سپهر و مهر تابنده یافت
فلک پا و درازی درخشنده یافت

سواد سپید و سیه و غنا صد جلی
پدید آنچه باید بگفت و شنید
چه گویم درو دید ازین جهانا
ز تحت الثری تا لبیق السما
ز تیغ و جهاد ایزد آتش گذار
بحرش و وزیش و آتش و کنار
سموم و نسیم و صبا و دبور
گلستان و فردوس و حور و قصور
سیاه ابر باران درخشنده برق
نظر کرد زیبانش ز پا تا بفرق

له زیبان ۱۰۱ ملحق

طبق هاے پاتال بر بار دید
عجائب ازین نوع بسیار دید
بلرزید و ترسید از هیبتش
بحیرت فرو ماند از شورشش
سر خود بمالید بر خاک پا
دگر گفت کاے شاه ارض و سما
بلطف تو دیدم جهان و جبال
چون گشت اسرار حق [illegible]
ولیکن دلم برد از دست [illegible]
[illegible]
که [illegible]
چو زلفے مسلسل [illegible]
چه [illegible]
همی [illegible] نقاشش [illegible]

[illegible]

بنور رخش ذرّه آفتاب
ربود از کفم طاقت صبر و تاب
بآں صورت خوب جانم فداست
نہ من بلک قربانش ارض و سماست
بهر جلوهٔ تو کجا انتهاست
کجا تاب دیدن باین بے نواست
بہ تسبیح تو جن و انس و ملک
بہ تسبیح تو مهر و ماه و فلک
بہ تسبیح تو بلبل و گل بباغ
بہ تسبیح تو کوه و دریا و راغ[1]
بشفقت جهاد تو شد زنده پوش
بعشق تو عاشق بود در خروش
هزاران دهن دست و پا پیکراں
درون تو دیدم جهاں در جهاں

[1] راغ بمعنی وادی

سزد بچه و گنده هر ب و هم بچه و مار
دگر بند بو بیز اشنی کمار

مروت رسیده ماده در کمان جهان
بهمه محو در جلوه بیکران

نظر کرده ترسیده ام آنقدر
که پرواز کرد است هوشم ز سر

به بسکم دردن و کردن نگردن
دگر پور عم دشمن بیسان [illegible]

با اخوان خود با سپاه گران
همه کشته و مرده اندر [illegible]

هم از لشکرها در شکستند [illegible]
دگر راجه بیرا گهه لشکر شکن

در و پد شکهندی سران دگر
بریده سران دریده جگر

بگریه بحر خونبار روان دیده ام

بجوش بے سر کشان دیده ام

ز هستی خود جمله بیگانه اند

بیاد شمع روے تو پروانه اند

اگرچه جمله عالم نمودے مرا

ولیکن نشد دیده فهم وا

گیتی با همه عز و شان

ز بیگانگی نشانی بوهم و گمان

نشان از رخ دور کردم نقاب

ولیکن نرفت از دل تو حجاب

تو خود مرگ خویشان نظر کرده

بر احوال ایشان نظر کرده

که کشته و کس خدا گیر بود

نبودم ترا آنچه تقدیر بود

چو در خود فرو رفته ای قلندر
جگر کن بمیدان مردان گذر
همه کوروان بخت برگشته اند
به تیر اجل جمله سرگشته اند
بهانه مکن پیش مردانه باش
میندیش از خویش مردانه باش
نکو نامی تو جنگیدن است
که فرزندک مردان چرا بسته
ز پیش آمد از حق ندا فقد باز
پدر بزرگوار آن شاطر … ساز
زبان را بیوسف و شمائل گشود
بپایش سر خویشتن را ببود
بگفتا که تقصیر خود را بخواست
کمربسته از بهر پیکار خواست

بگفتا کرا هست تاب و مجال
که آرد خلاف تو اندر خیال

بفرمان تو بندهٔ هر جهان
بفرمان تو هست کون و مکان

پرستار تو جمله هر صبح و شام
توئی قابلِ سجده هر خاص و عام

پناهِ غریبان کس بیکسان
بکن رحم بر حال این ناتوان

زخوف تو دیوان گریزان شدند
هراسان بتحت الثری میشوند

نباشد چرا قدر و شانت چنین
میان تو دیدم زمان و زمین

نه آغاز و انجام هرگز توئی
نه اوهام و افهام هرگز توئی

له راکھشش که پاتال

ہوا توئی و توئی مہر و ماہ
توئی برہان و حجت ہم توئی خضر راہ
توئی علم و عالم توئی نار و باد
توئی مظہر پاک رب العباد
یقین و پندار و تحقیق و لیق
چہ بینم ترا من بچشمان شوق
بود قوت تو برون از قیاس
بود قدرت تو فزون از قیاس
شناسائی تو کجا مے شود
چہ خلق در تو فنا مے شود
کمال ہر و مستی زخویش و تبار
نداشت قدر صنور وار
مکرر مکرر بشورد شرره
نگفتم کہ اے کشتی واے بابدیو

ــ زمین و آسمان کشد شور و فنا

به مجلس به خلوت بوقت طعام
ز شوخی ز طیبت نمودم کلام
ببخشا که بخشندهٔ اے کریم
بمن رحم کن هست نامت رحیم
پدر دانمت دائم چوں پسر
ز تقصیر من اے پدر در گذر
کلان کلانی چو تو نیست کس
بزرگ جهانی چو تو نیست کس
بسایم سر خود بخاک نیاز
بگفتم بپائے تو اے سرفراز
مترساں که مو بر تنم خاسته
ز خوفت دل و جان من کاسته
نمائی تو آں صورت جانفزا
بشکل چستر بیچ به چکر و گدا

بفرمود شکلے کہ چشمے تو دید

نہ چشمے بدید و نہ گوشے شنید

بامید دیدار خلقے بمرد

کسے جام دیدار ما را نخورد

بسے خاک گشتند در عشق من

بسے جاں نمودند بیروں ز تن

بسے جنگ کردند طاعت بسے

بسے رنج بردند و محنت بسے

نصیبِ تو شد دولتِ بیکراں

کہ آگاہ گشتے ز رازِ نہاں

دگر شد بحالش چناں مہرباں

کہ بنمود آں صورتِ دلستاں

بجلوہ چو خورشید در حسن ماہ

سراپا تجلّی ز نورِ الٰہ

گدا و پدم چکر و سنکه هم
بدستان او دیده زیبه شدم
پتامبر بر زنگها در کمر
ز پرهای طاؤس تاجش بسر
گهرها چو انجم بگوشش عیان
چو مه بر جبین قشقه دلستان
دگر کوستبه من چو مهر منیر
گلو زیب آن دلبر بی نظیر
شده از دیدنش شاه ارجن چنان
که گوئی دگر بارگی یافت جان
دگر جلوه گر شد بحالی که بود
بمدح و ثنائش زبان بر گشود
که زائد ثنای تو از هیچکس
ثنا بهر تو باشد ثنای تو بس

بگفتا که عشقم بیاموز تا
بمانی درمیانم شوی آشنا
بمن محو کن خویش را آنچنان
که دیگر نه بینی تو خود را میان

ادھیائے دوازدہم بھگت جوگ

دگر گفت ارجن بعجز و نیاز
کہ بر روے من شد در فیض باز
مرا و دل و جان من دادۂ
ز ہر کارِ من عقدہ بکشادۂ
ز لطفت نماند است مشکل مرا
مگر آرزو ہست در دل مرا
کہ گردم تماشائیِ مقبلاں
فتد چشم بر روے صاحبدلاں
بعشق تو از خویشتن رفتہ اند
بسوز محبت جگر تفتہ اند

ریاضت کشاں را چہ در سر بود
مشقت برائے کہ اکثر بود
چساں محو عشق تو گردیدہ اند
بساطِ علائق نوردیدہ اند
کرامت و اصل کرامت دور
کرامت کامل کہ دارد قصور
بگفتا کسانِ حقائق شناس
ندارند کارے بامید یاس
ز ہر دو جہاں دامن افشاندہ اند
شب و روز در یاد من ماندہ اند
نہ در یاد من یا خدا بندشاں
کہ دل دادگانِ رضا بندشاں
دل و عقل سوئے کسے داشتند
نگاہے بسوئے کسے داشتند

لہ پڑنا

پرستار آب و گل و سنگ باش

چو رنگ در باده بی‌رنگ باش

نسوزی ببین جمله تن نور را

نگهبانت آید دامان مستور را

نگیرد طاقت که از خود روی

بپای نابود گشتن شوی

[illegible] کار در پیش تشویش بین

[illegible] در پی تشویش [illegible]

چو طاقت [illegible] چو [illegible] گشتن

[illegible] گشتن چو [illegible]

اگر [illegible] از [illegible] کردند

حقیقت [illegible] کردند

باد هستی در دل آشکار کن

[illegible] است [illegible] کن

دامان مستور سے مراد چھپے ہوئے پردے یعنی [illegible]

برو باش آزادگی پیشه کن
دل خویش خالی ز اندیشه کن
بمال سپید خواه خلائق مدام
نکش تیغ جور و ستم از نیام
ز [illegible] ز شادی مبال
بدرد و غم [illegible] بکین بنال
[illegible] ز دل [illegible] مکن
بیاد [illegible] سخن [illegible] مکن
[illegible] و شاد باش
[illegible] خلق آزاد باش
[illegible] از غیب شادان [illegible]
[illegible] پای [illegible] بخور
[illegible] در تلاش [illegible]
[illegible] باش هر جا که خواهی [illegible]

[illegible]

هر آنکس که آزاده دل در جهانست
بهر جا که شد خانهٔ او همانست
بلا رد و لاکد معاشش بود
نه از بهر روزی تلاشش بود
سخن هائے من آب حیوانؔ[1] بود
که شنوانده را باعث جان بود
شنیدی اگر زندگی یافتی
چو خورشید تابندگی یافتی

---

[1] آب حیوان، آب حیات

ادھیائے سیزدہم چھیتر جوگ

دگر گفت ارجن ز راہِ نیاز
کہ اے کارپرداز عالم نواز
کدام است پرکرت ہم پورکھ کیست
کدامین بود چھیترگ چھیتر چیست
کدا گیان گویند ہم گے کدا
مفصّل بکن لطف بہر خدا
بگفتا کہ چھیتر بدن را بدان
بود چھیترگیہ عارف راز دان
کس از حال ابدان خبردار نیست
بجز من کسے واقفِ کار نیست

ملہ ابیات ہیچ بدلکی

شناسائے ہر دو عرفاں بود
کہ مقصود صاحبدلاں آں بود
کنوں با دل جمع بشنو زمن
سخنہا یکے از طلسم بدن
کسانیکہ اندر خضر و رفتہ اند
سخنہا دریں جا بسے گفتہ اند
فلک آتش و آب و خاک است و باد
بود پنج عنصر کہ ترکیب داد
[illegible] ازاں [illegible] دل و دیدہ و حواس
تن آدمی را کہ ہست محکم اساس
بود نقش ہائے بیان چند چیز
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
شناسائے درد و رنج و راحت دگر
چنیں است ہر چیز [illegible] [illegible]

ز عرفان سخن میتابم گوش باش
سراپا خرد و خجستگی هوش باش
بود عارف آنکس که مغرور نیست
ریاپیشگی باشش منظور نیست
نگردد روادار آزار کس
شکوهش که برهم زند کار کس
تحمل چه کوه گرانش بود
فراغت ز بهر و جهانش بود
بود راحت و رنج یکسان بپیش
خیالات باطل نشود از سرش
بود آتشش پیشه بر عشق گذار
یکی و نیش نباشد شعار
کند خدمت مرشد خود بجان
بجوید رضایش به حسب توان

بهر قسم دارد تن خویش پاک
نباشد اگر آب یا مشت خاک
بگفتار و کردار قادر بود
به افعال و اعمال ناظر بود
بود تارک الذّت او را حواس
شعارش بود شکر و صبر و سپاس
نه چیند دکان حیل در جهاں
کند کار خود را نه بیند میاں
ز حالات جسم آگہی خوشتر است
چگویم که در وے چها مضمر است
جوانی و پیری و مرگ و حیات
مرض ہائے دیگر ز چندیں جہات
ندارد به فرزند و زن التفاتے
که غالب نگردد به او کلفتے

بنالد چو مقصد شود حاصلش
ز فقدانِ مطلب بکاهد دلش
زداید ز دل نقشِ غیری مرا
نماند بهر رنگ سیری مرا
کند مسکنِ خویش جاہائے پاک
برابر کند خویشتن را بخاک
بپرہیز و از صحبتِ ناکساں
بداند کہ عرفاں بود جاوداں
بہ پیشِ نظر داردش روز و شب
کہ محفوظ ماند ز رنج و تعب
ہمیں است عرفاں دگر غفلت ست
مدہ وقت از دست تا فرصت است
کنوں با تو میگویم آں راز را
کہ بنماید آں مایۂ ناز را

گر آغاز و انجام آنسو تر است
ز اوهام و افهام آنسو تر است
همانست آتش همانست آب
بهر ذره تابد جمال آفتاب

بری ذات او از حق و باطل است
ولیکن بهر رنگ او شامل است
همانست چشم و همانست گوش
همانست مستی همانست هوش
توانا و زورآور و چیره است

جهان جهان و جهان پرور است
جهان جملگی آمد از کوی او
شود باز گشتش همه سوی او
بیانش و زبان و مکان آن بود
حواس و قیاس و گمان آن بود

همان آشنا نیست و بیگانه است
همان مسجد و بتخانه است
محبت کند گر بکس مشکل است
که مستغنی است و بخود مائل است
بری از صفات و همه تن صفات
همان غیر ذات و همان عین ذات
رونده همانست و آینده اوست
نشیننده جنبنده و پاینده اوست
نماند چو او نازنینی کند
اگر عقل باریک بینی کند
قریب از قریب و بعید از بعید
همان مے ترا او و زگفت و شنید
نماید چو مقسوم و مقسوم نیست
بهر جا است پیدا و معلوم نیست

فنا و بقا از جہاں در وے است
ہماں جلوہ پرداز ہر شے است
مہ و مہر لبریز نور است از و
بود ہر چہ تاریک دور است از و
ہماں ست عارف ہماں معرفت
باو مے رسند اہلِ دل عاقبت
بود منزلِ خاص آغاز دل
بود ہم سرِ عرش ازیں راز دل
ز غالب زعرفاں زوا گشتنی
بگفتیم و ز اندیشہ کردم غنی
بجز غم رسد گر پرستندہ ام
رسد تا بجائے کہ من بندہ ام
بجز پر کد نبود کسے در جہاں
نقابست پر کرت بروئے آں

ازاں پردہ او را بلا درسراست
چو برخیزد ایں پردہ او برتراست
کسے کو بہ پیرکرت پرکہ شناخت
ز بندِ گرانِ تناسخ رہاست
بود پرکہ فرماں روائے بدن
ازان است محکم بنائے بدن
بود جلوۂ او بہر مغز پوست
تماشائی خود دریں پردہ اوست
شناسندہ بینندہ دانندہ اوست
تو گوئی ہماں آفرینندہ اوست
ہماں ہست گیرندۂ ہر مزہ
ہمانست از پائے تا سر مزہ
بروں از بدن ہم درون بدن
ازو اختلاف شبوں[1] بدن

[1] شبوں جمع شباں کی بمعنی۔

شناسائے او شو که رویش بس است
غرض او درینجا عجائب کس است
کس طالب او در آب و گل است
کسے حلقه زن بر سرائے دل است
کسے در ریاضت تن و خود گداخت
کسش جلوه در بت پرستی شناخت
کسے بهر او جنگ و خیرات کرد
کسے گوش خود بر حکایات کرد
بمنزل گهش میرود هر رهے
پرستندهٔ او نه مِه و کِهے
مکین و مکان باهم آمیختند
غبارِ تعین بر انگیختند
بهر کس نگاهِ تو افتاد همانست
همانا جلوه پیدا ز پیدائی و پنهانست

همه رفتنی[۱] او بجائے خود است
که اینجا همه از برائے خود است

بیک رنگیش دیده[۲] را وا کند
بهر رنگ او را تماشا کند

چو اینجا رسیدی رسیدی بکام
که او جلوه گر هست در هر کدام

درین صورت آزار خود هم مکن
نکوهی اگر نیست بد هم مکن

تعلق به پیکر ندارد عمل
بود فارغ آن پیکر از هر خلل

همه در یکی بین[۳] یکی در همه
نگه از تامل بکن در همه

قدیم است فانی نخواهد شدن
جز او زندگانی نخواهد شدن ۔

۱۔ یعنی سب کو فنا ہے ۲۔ دونوں آنکھیں [illegible] ۳۔ [illegible]

چو آکاشش هر جاست لیکن بجاست
کسے کو چناں دید باب بقاست
چو خورشید کو نور هر منزلست
بداں گونه او شمع ایں محفل است
کسے با حقیقت شود آشنا
که بیند پرکرت او را جدا
منه دل بریں خود پسندی خلق
بداں موجب پائے بندی خلق
که یاراں چرا پا بگل مانده اند
چرا در ازاں کام دل مانده اند
اگر یافتی کار خود ساختی
وگرنه عبث عمر در باختی

ادھیاے چہاردہم ترگن بھاگ

کنون آن سخن بر زبان ازو است
که بالاتر از وے سخن مشکل است
بر این سخن هر که دریافت است
ز دریاے معنی گہر یافت است
چو من فارغ از زادن و مردن است
دلش باب در دوست آوردست
زمان و مکان و دگر هرچه هست
بصد رنگ آنکس که این نقش بست
بہ بست گہ خشم دان من است
جہان جملہ زیبد از آن من است

مهیا سخن شد زبانا نخست

که زد گشت بنیاد عالم درست

صفای سخن چو آئینه دان

از و هست تسکین و آرام جان

همان دانش و معرفت میدهد

که انسان ز آمد شدن وارهد

ره چو سخن همه تن منتها بود

از و کار کردار پیدا بود

سخن بود موجب غافلی

از و سر زند جاهلی کاهلی

ازین پرسه سخن هر که زد برآورد

سر آدمی را بشور آورد

دلش را دهد میل او صاف خویش

بهر دو کار خود را بهستر رنگ خویش

اگر سست بود بخشد آرام جان
وگر تیغ زن گردد از کام جان
نهم آرد گران خواب بیداشتی
که او هست اسباب بیداشتی
اگر ور سخن وہ جہاں سے
بھوت تم بیمرسد آں سے
اگر جامہ را در سخن گذاشت
بصفہائے نیکاں علم بر فراشت
وگر در سخن گذشت از جہاں
بود داخل زمرۂ ابلہاں
سخن بایہ گفتار نیک
کہ گفتار سے نباشد بہ از کار نیک
ز تیغ بہ سر آید بلائے عظیم
کشتہ از حکومت جفائے عظیم

۱؎ [illegible] مراد [illegible] یا جھوٹ [illegible] خواہ [illegible]
[illegible] نجات حاصل ہو جاتی ہے

چو گم کند بے خرد مرد را
که نشناسد آن جوهر فرد را
زست گم شود عارف حق شناس
رچو گم کند طامع بے قیاس
چو گم کند مست دیوانه اش
به پیدائش ساز افسانه اش
بود میل اوّل بطرف علا
میانه بود سوے حرص و هوا
چو گم به تحت الثرے برد
ندانی از کجا تا کجا مے برد
ازین بر سر آشو هم جان من
بچشم حقیقت ببین شان من
ازین پرسه پرکس جدا میشود
خدا آشنا پارسا او خدا میشود

بگفتا که ای رفته تو هم
عزیزان جگر تفته تو هم
ازین هر سه گفتن هر که وارسته است
دل خود بگیسوی تو بسته است
چسان دامنش چون تسلی شوم
درین راه تا پای پیشش روم
بگفتا هر آنکس که آزاده است
بهر جا بیک جلوه دل داده است
ننالد ز ایصال مطلوب او
ننالد ز حرمان مرغوب او
مساوی بود پیش او مهر و کین
ز شادی نه شادان نه از غم غمین
بد اندازگن با نفس بود
سخن گه مسکنت گه تکبر بود

به تحریک آنها زجا کم رود
که این ره بدل آشنا کم رود
تعلق ندارد بکار جهان
غریبی بود در دیار جهان
زر و سیم لعل و در و خاک سنگ
برابر به بیند چو افتد بچنگ
نراند ثنا و نخواند مرا
بهر رنگ در جلوه داند مرا
نه از عزت افتخارش بود
نه از ذلت خویش عارش بود
بود دامنش پاک از رنج و غم
بیک حال باشد بمهر و ستم
شعارش بود بردباری همه
بود کار او حق گذاری همه

بکارے جہاں دلدہی کم کند
ازیں دانگہہ خاطرش رم کند
مگن آیتیت نامی چنیں کس بود
غرض آدم خوب اینکس بود
کہ مست ست از یادمن صبح و شام
کشیدست میخانہ ام را تمام
منم صورت و معنئ ذات پاک
چہا میست مایم دریں مشت خاک
منم کو ہمہ حق نجات آمدہ
بپاک ذات در [illegible] آمدہ
منم دریں مستیکم و [illegible]
منم آں کمالے کہ باشد [illegible]
من آرام آرام آں [illegible]
کہ از خلوت آورده [illegible]

ادھیاے پانزدہم پرکھوتم جوگ

عجائب درختے است ایں کائنات
کہ بیخش بہ بالا ست لے خوش صفات

ہمہ شاخہا سوئے پایش عیاں
ورقہائے بید است ہر برگ آں

ولے پایدار ست و ناپایدار
نباشد چو آب روانش قرار

بود بید داں ہر کہ ایں راز یافت
نہ کارِ آں مایۂ نازہ یافت

تماشا کن او را دریں کہنہ کاخ
بہر شاخ باشد پراگندہ شاخ

زگُن شاخهائش نمو مے کند
ز آز و ہوا سر فرو مے کند
وگرنہ کند میل بالا روی
بمغز سخن رس کہ عارف شوی
خواص حواسش بود برگ بار
ہوا و ہوس دار وش بیقرار
قسما ریشائشش[1] با عمال بست
بریں صفحہ کیں نقش آمال بست
دو اند کسانرا بفہمش ہوس
کما ینبغی[2] نیست معلوم کس
کہ سر سبزی او چساں مے شود
چگونش بہار و خزاں مے شود
بود بیخ او محکم از یاد من
بپاشش ز قطع امل تیشہ کن

[1] ریشائش سے مطلب ... [2] ... پورا حال نہیں کھلتا

پس از قطع او میتوانی رسید
بجائے کہ تا پید پدید و شنید
بخلوت گہ نازو انگہ در آ
دراں منزل خاص از در درا
بمنزل گہ وصل ایں آں رود
کہ با دامن پاک چوں جاں رود
ز ما و منی[1] دامن افشاندہ است
بنائے تمنا بر افگندہ است
نہ شمے بکس نے محبت بکس
بداند کہ باقی ست اللہ و بس
بگویم ازاں خلوت خاص آہ
کہ بود رہ تا بشش ہمرہ ماہ
نگردید آں کس کہ انجا رسید
نہ از وے خبر نیز گوشے شنید

[1] ما و منی یعنی تکبر۔

بود نور جہاں شمس نور من

قریب است از دل ہویدا نشان

ہمیں بینش پیدا ز مرگ باخود بود

چو بادے کہ بوئے خوش و مے بود

دل و عشق حسن جہاں کشد سوئے خویش

درین گلستاں مے کشد بوئے خویش

دل و عشق حسن خود کار خود اند

ز پابندی چشم یار خود اند

ز حالات جاں عاشقاں آگہ اند

گرفتار لذات حس ابلہ اند

تماشائے جاں دیدہ باں مے کنند

نہ چوں ابلہاں ہر سخن مے کنند

زمن مستعارست نور و فروغ

بود دعوئے شیخ صادق دروغ

چه مهر و چه ماه و چه سوزنده نار
فروزنده تا بنده از من شمار
منم آنکه بارِ جهان میکشم
چه دانند یاران جهان میکشم
شوم هر نباتات تا پرورم
شوم آتش و مرغزاران خورم
فراموشی و یاد عالم منم
درین خلق شادی و ماتم منم
منم آنکه مقصود بید آمده
منم آن که یاس و امید آمده
منم آنکه بید از زبان من است
زهرش آن طرف آستانِ من است
جهان از وجود عدم باهم است
چو گیسوے خوبان خم اندر خم است

همه در فنائیست عارف بجاست
که او رفته است از خود و با خداست

اگر چه جهان و چه قالب رفتنی است
مگر آنکه با کبریا دمنی است

نهان در جهان روشن از جان اوست
بچشم آید آنکه هر که مهمان اوست

من آنم که گشتم بخود آشنا
گذشتم ز بحر فنا و بقا

چو دانستم این را که من کیستم
گرفتار تن از پئے چیستم

ز فهمید خود پر که او گم شدم
چو معبود مسجود عالم شدم

شناسائے من عارف کامل است
بهر رنگ یادِ منش در دل است

بگفتم تو راز پنہان خویش
نمودم ترا شوکت و شان خویش
بفہم و خبردار ہشیار شو
بخواب این ہمہ آہ بیدار شو
ہماں کس کہ فہمید او جا رسید
وگرنہ عبث رنج و محنت کشید

ادھیائے شانزدہم دیواسپرسنت

بہر کس کہ ایں بست و شش خصلت است
بداں آدمش کہ ملک سیرت است
صفائے دل و بے خطر بودنے
بعجز و تضرع جبیں سودنے
بفکر و تن و جاں بسر بردنے
بعشق کسے خون دل خوردنے
بقدر میسر بکس دادنے
در فیض بر خلق بکشادنے
بدست ایں حواس خود آوردنے
بپیش نظر داشتن مردنے

شدن جمله تن صرف جنگ کردے
چه کار کس تا زو ننگ کردے
بعلم و عمل جان و دل بستنی
ازین و آنکه قصد و از رستنی
ره زاهدی را بسر رفتنی
چه شغلی خوشی چنگ تفتنی
بجز راستی کم سخن گفتنی
که باشد جدا بهر ره سفتنی
ز قهر و غضب دور باید ماندنی
ز ایذای کس دست افشاندنی
سخا پیشگی و صفت خود ساختن
بود هرچه از کهنه انداختن
بصبر و قناعت نگار ساختن
نکوی بودن صفا خواستن

باطلست و [illegible] نگه داشتن

دل به خود به لذات [illegible] داشتن

[illegible] نگاه داشتن

دل [illegible] آنجا داشتن

[illegible]

[illegible] داشتن

[illegible] کامل شدن

[illegible] کامل شدن

[illegible] نگه داشتن

[illegible] داشتن

نیست [illegible] یکسان شدن

که [illegible] یکسان شدن

هر آنکس که [illegible] خیال

[illegible] وصال .

ریاست پرستی فکر اندیشگی
غرور و تکبر جفا پیشگی
قساوت دگر اعتزازی بحال
بخود چیدن از فرط حسن و جمال
ششم ابلهی کو بلائے بدست
کہ ہمہ شیاطین جزائے بدست
ملک سیرتاں با خدا واصل اند
شیاطین صفت ہرزہ و باطل اند
میندیش ازین کہ خوش سیرتے
نہ چوں ابلہاں رفتہ در غفلتے
دو گونہ بود غفلت ایجاد من
یکے آنکہ کردم از انہا سخن
دگر آنکہ انکار من مے کنند
زنا حق شناسی سخن مے کنند

ز کم فہمی خود نخوانند بید
کلام الہی ندانند بید
ز حق در گذشتند و باطل شدند
ز رسم و رہ کیش غافل شدند
سخن مے کنند آن خدا منکران
که از آمیزش مرد و زن شد جہان
کسانیکه دارند این اعتقاد
سر و روے وشان در تہ خاک باد
ستم مے کنند و جفا مے کنند
ز باطل خیال چہا مے کنند
ہمہ تابع خواہش کام دل
ز خود رفته و خود آرام دل
ہمہ تن شکستہ سراپا فتور
ز راہے که حق است بسیار دور

ز مستیِ غفلت چنان بیخود اند
که گوئی رهنمای شیاطین شده
شب و روز در فکر بد کردنست
ز طول امل رشته در گردنست
رسن های حرص و هوا در گلو
تمامی فساد و سراپا غلو
تمناکش عیش و حسرت همه
گرفتار زندان غفلت همه
ز جور و ستم هیچ ترسی کنند
به بار عصیان بسر می کنند
عجب شورشی هر یکی در سر است
نداند که مالک کسی دیگر است
بگوید که امروز این یافتم
از این یافتم خوب دریافتم

که فردا دگر هم نبینی شود
بدین باغ گلهای بستان زرد شود
بگویم یکی هر چه خواهم کنم
یکی را زنم دیگری را زنم
ز نهب پامال داده چپاول
که چون من نباشد کسی در جهان
منم عارف و کامل و زنده دل
منم عالم و عادل و دادگر
لذا آنچه بیجا نه بهر من است
خورش دیگران را نه بهر من است
نباشد بجز من کسی شاد و شاد
نسب وگر نیست بخت بلند
شریف النسب در زمانه منم
عظیم الشان و یگانه منم

منم آنکه خیرات و جاگ میکنم
بکار نکو تاز و تگ مے کنم
اسیر کمند هوا گشته اند
گرفتار دام بلا گشته اند
سراسر بود بر غلط رائے شان
چو میرند دوزخ بود جائے شان
به سیم و زر و خویش دارند ناز
ز کج فهمی خود نیابند باز
بحرف بزرگان ندارند گوش
ز مستی بهر لحظه بازند هوش
بمکر و ریا خیر و طاعت کنند
پئے خود ستائی رعایت کنند
بصد رنگ جور و جفا مے کنند
پئے کار خود قتل عامی کنند

ز من میگریزند و با دیگران
ثبت بگیرند این خودسران
ز حد بیشتر غافل و بی خبرند
که جان وار را بهر جنگ میکشند
چو تنهائے معبود در سینه وند
بجسم سنگ و خوک و خو میروند
سه دروازهٔ دوزخ است این جهان
طمع است و خشم است شهوت بدان
ازین هر سه در رفتنت خوب نیست
که این راه واصل بمطلوب نیست
کسے کو ازین ره شود بر کنار
کشد آن همه ناز را در کنار
رود هر که بیدل ز فرمان بید
بمقصود خود مے شود نا امید

اگر هست مقصود مدّ نظر
مکن آنچه منع است در شاستر
خلاف بزرگان نکردن خوش است
بآئین خود جان سپردن خوش است

ادھیائے ہفدہم تری بھاگ

چو پرسید ارجن کہ اے رازدان
ز حالِ کسے کن بہ پیشم بیان
کہ دارد محبت بیادِ خدا
ولیکن علی الرغم این بیدہا
ازیں ہر سہ گن در کدامین بود
چہ این شخص را دین و آئین بود
بفرمود باشد ارادت سہ گونہ
کہ بر طبع خود ہر یکے ہست چُو
تراود ہمہ ہر چہ در کوزہ است
مثالِ دلِ شخص چوں کوزہ است

علی الرغم بمعنی برعکس کہ انسانوں کی [illegible]

پرستند ملک را بت گون قرین
ولش هست مائل براه یقین
برو چهچهه ورا چپس شیاطین قسم
که هست این پرستش همه درد و غم
هر آنکس که غافل ز آئین و کیش
کند از بیا خست دل سینه ریش
بود دل [illegible] اه که این جمله خلق
کند [illegible] ز ارباب دلق
[illegible] هست در پیشه هم
براحوال خود [illegible] نماید ستم
بود آنچنین کس پرستار دیو[1]
که هستند ایشان همه رنگ و ریو[2]
مراهم که جان همه عالم
از ایشان اذیت رسد و [illegible]

[1] دیو بمعنی شیطان [2] ریو بمعنی مکر و فریب

سه گونه بود جنگ و زهد و غذا
وگر خیر کردن بخلق خدا
غذا ہائے مرغوب و ہم خوشگوار
برد اہل ست کن ہمہ دم بکار
وگر تلخ ہم تند و گرم و ترش
نمک سود و پر شور و ہم لم کش
که باشد مفرّد بسے ناگوار
کند اہل رج کن ہمہ اختیار
وگر شور و تر سرد و شب ماندہ را
خورد هر که تم طبع باشد ورا
نتیجه نه خواهد ز جنگ نه هیچ گاه
کند صحبت آں دولت و مال و جاه
کند صاحب ست کن ایں کار را
که بگرفت در فرد خود یاره را

نتائج طلب خود نما را جسے است
خلافِ کتب طاعت تامسی است
نہ افسوں نہ خیرات زر بے طعام
ندارد بحق اعتقادِ تمام
بود طاعتِ جسم عجز و نیاز
نمودن ز افعال بد احتراز

پرستیدن دیوتا و پدر
دگر ہم استاد اہل نظر
بتجرید و تفرید[۱] باشد مدام
بکوشد بہ تطہیر تن صبح و شام
عبادت بگفتن چنیں مے کنند
کہ ہر حرف را دل نشیں مے کنند
بہ شیریں زبانی و آہستگی
کہ اُفتد سبب بہر دلبستگی

۱۔ بجائے تجرید و تفرید نہی ستی۔ یعنی مجرد رہنا۔

بهر کس بگفتن بقدرِ خویش
نه کردن بزخمِ زبان سینه ریش
سخن می کند هر دو روشن ضمیر
خوش آینده درست و دلپذیر

بدرسِ علوم و بذکرِ خدا
شب و روز بودن بصدق و صفا
بود طاعتِ دل همیشه خوشی
فرو خوردنِ غصه و خامشی

بهر رنگ با هر کسے ساختن
بضبطِ دلِ خویش پرداختن
دلِ خویش کردن چو آئینه صاف
دوچارِ همه کس شدن سینه صاف
اگر بے غرض هر سه طاعت کند
بود بساتگی و فراغت کند .

وگر ہست ولدادۂ آرزو
بود راجسی اسے پسندیدہ خو
اگر بہر آزار کس مے کنند
بود تامسی و ہوس مے کنند
بود خیر کردن بسے خوشنما
شود خوشنماتر چو باشد بجا
دہد زر ولیکن نہ در مزد کار
بجائے بکو بہر پروردگار
دہد ہر کہ ایں گونہ او ساتکی است
وگر بہر خواہش دہد راجسی است
غرض خواہد و مزد و منت دہد
پئے خوشنمائی و شہرت دہد
دہد رائگاں تامسی مال خویش
علی الرغم احکام آئین کیش

یکے شد سه و از سه شد صد هزار
وزان هر سه بگرفت عالم قرار
ز حرف نخستین برهما شده
زمین آتش و بید پیدا شده
ز حرف دوم بشن آمد پدید
دگر انترچهه[1] باد و هم ججر[2] بید
ز حرف سوم آمد اے راست بین
مهادیو خورشید و [illegible] بید
دگر گشت ازو سیام[3] بید آشکار
انهربن[4] دران هر سه داخل شمار
بحرف نخستین بود رنگ زرد
ز تاثیر رجگن بود کار کرد
بود حرف دیگر برنگ سپید
که شد خاص ستگن ازو سے پدید

۱؎ رنگ و بید ۲؎ ججر بید ۳؎ سیام و بید ۴؎ اتهربن

سوم رنگ باشد برنگ سیاه
که دارد خصائل بمتوکّن نگاه
الف راست تاثیر سوزند نار
بتاثیر مه او شده آشکار
بتاثیر خورشید هم آمده
کند کارهائے عظیم آمده
بترکیب این هر شد کائنات
که اینها صفات اند وآں عین ذات
بآغاز هر کار او را بخواں
که رمزیست هر حرف این نکته داں
همیں را کند اسم ذات اعتبار
شود ذاکرش داخل بزم یار
نه باید بانکار حق مُصر
که این کار چوں زهر باشد مضر

ره و رسم آیین همه راست است
دل خویش منکر عبث کاست است
چه بی اعتقادی اگر کار کرد
چپه جان خود فکر آزار کرد

ادھیائے سیزدہم سنیاس جوگ

دگر گفت کاسے راز دانِ جہاں
بگو حال سنیاس و تیاگ ایں زماں

کہ دارم تمنا ز حد بیشتر
ہمیں سوزدم شوق مفرط جگر

بگفتا بکن ترک در آرزو
پس انگہ ز سنیاس حرفے بگو

کہ سنیاس ترک تمنا بود
بیادِ خدا بودن اولیٰ بود

بود تیاگ ترک عمل خواستن
بہ کیجے نشستن نہ برخاستن

نوشتند در سانکھ اہل نظر
کہ از آزار جاندار باید حذر

گناه است بر آدمی ترک فرض
که بر ذمه اش هست مانند قرض
بتحقیق من ترک باشد سه رنگ
کزان گشت آئینه ام دور زنگ
نکردن گناه است و کردن صواب
ولیکن نخواهد ز کردن ثواب
بخیرات جگ بهره یابند خلق
پر آسوده باشند ارباب دلق
بغفلت کند ترک اگر ناکسی ست
بنزدیک من ترک آن ناکسی ست
هر آنکس که از خوف محنت گذاشت
بنزدیک خود ترک را خوب داشت
چنین ترک را راجسی نام هست
ز مقصود بهبود ناکام هست

کنند کار بے بہرہ بخواہد ازاں
بہر کار خود را نہ بیند میاں
چنیں ترک از سالکی میشود
کہ راہِ نکو منتفی سے رود
ز نیک و بد آنکس کہ آسودہ است
بہ چشم ہماں محض نیکو تر است
ز کردار خالی نباشد بشر
کہ باشد کہ ناید دریں راہ گذر
ولیکن پئے خویش غافل کند
برائے خدا مرد عاقل کند
سہ گونہ بود کارہائے بشر
کہ نیک است و بد نیک و بد پر شمر
ز کارے نکو می رود در بہشت
بقعر جہنم برد کار زشت

بتقلید تناسخ کند واردش
بانواع قالب درون آردش

سبب پنج باشد بکار جهان
سرانجام هر کار زانها بدان

حواس و تن و جان و تقدیر و جهد
نباشد جز این پنج در هیچ عهد

چه از تن چه از دل چه کار زبان
همه کار موقوف باشد بدان

کسی کز سبب دست خود داشته
همه کار از ذات انگاشته

به نزدیک من جاهل و غافل است
ز حق دور ماند که پر باطل است

ز قید خودی هر که وارسته است
ز غیر خدا چشم خود بسته است

ز خونریز ہم نیست نقصاں برو
کہ وسخلے ندارد من و ما درو
بہ حکم است کردار را اے عزیز
نگہدار رحم نظم بگوش تمیز
کہ دانست و دانندہ وعلت است
ولے کار وابستۂ قدرت است
بہ ترکیب کن کار سہ قسم شد
کز اں عاقبت تنگ بر جسم شد
بود ساتکی آنکہ ہر جاش دید
بچشم حقیقت تماشاش دید
ولیکن بداند کہ معصوم نیست
بہر شخص ایں نکتہ معلوم نیست
کسے کو بداند کہ ہر جا خدا ستتہ
ولیکن بہر رنگ شانش جدا است

چنیں وقت خاصہ راجی ست
مقید پرستیدنش تاسی ست

بود ہر چہ واجب کند صبح وشام
بہ بیہ بلیسغ و بلیسے تمام

نباشد سپے خصمی و دوستی
بداں اینچنیں کار راسستی

اگر اندیشۂ کام دل مے کند
و یا بہر آرام دل مے کند

کند کار و داند کہ من کردہ ام
نہ بہر بلیش خون جگر خوردہ ام

بداں راجسی ایں چنیں کار را
دگر خواہد آزار جاندار را

زغفلت نہ داند سر انجام کار
نداردبکف رشتۂ اختیار

چنیں کار را تا کسی مے شناس
کہ ایذا رسانست بیش از قیاس
نخواہد ثمر آنکہ از کار خویش
تحتر ندارد بکس دار خویش
بود صابر و شاکر و بے ریا
کشد رنج و محنت برائے خدا
ببالد چو مقصود گردد حصول
ز نایابی اش ہم نگردد ملول
چنیں شخص فارغ ز ہادمنی ست
غنیمت شمارش کہ او ستگنی است
نتائج طلب ہر کہ از کار شد
برائے غرض از ہمہ بار شد
بود طالب مال و فرزند و زن
کشد رنج و محنت پئے خویشتن

بہر رنگ مقصود خود خواہد او
اگر یافت خوش ورنہ جاں کاہد او
مقید نہ باشد بہ تطہیر تن
بود دامن آلودۂ ما و من
کشد بے گناہ را برائے غرض
فشارد بہر کار پائے غرض
چنیں فاعل کار را جس بود
غرض خویشتن دار را جس بود
ز نیک و بد خود گر آگاہ نیست
بداند کہ از راہ گمراہ نیست
شقی تنک مایہ و ہرزہ کار
جفا کار حق پوش و بطلاں شکار
ریا پیشہ و کاہل و بد سرشت
بود کار او جملگی کار زشت

عزیزے گر آید اہانت کند
بہ بیہودہ کاراں اعانت کند
بہ کمزور زور آزمائی کند
ز حد بیشتر بے حیائی کند
چنیں شخص در بند ناکس بود
بہ ہر خردمند ناکس بود
بتاثیر گنہا سہ قسم ست عقل
کنم من بتفریق پیش تو نقل
تحمل ز گنہا سہ قسم ست نیز
بحرفم بیندا ز گوش تمیز
تمیز بد و نیک و صدرم و آدہرم
ز قہر خدا خوف و در خلق شرم
تمیز رہ و رسم آئین کیش
شناسائی ملت و دین خویش

۱۵۸

رسیدن بعشق امید [illegible]

به انجام هر کار بودن [illegible]

جز بودن از قبیله و آزادگی

[illegible] شد [illegible] وقت [illegible]

چشم [illegible] ساخت [illegible] کرد [illegible]

کسان کاکل [illegible] از [illegible]

[illegible] حق [illegible]

[illegible]

بود [illegible] ساخت [illegible]

[illegible] که [illegible]

[illegible] که غالب [illegible]

[illegible] مساوات امید [illegible]

بود پاس انقلاب منظور [illegible]

بنام حق ذکر و ذکور [illegible]

[illegible]

دل خویشتن را بدست آوردو
بمینائے خواہش شکست آوردو
تحمل چنیں شیوۂ سا لکی ست
خوشا حال آنکس کہ ایں گونہ زیست
نگہداریئے دین و مقصود خویش
پئے نام کردن دل و سینہ ریش
شکیبائی ایں چنیں راجبی ست
تحمل کہ بدتر بود ناسی ست
کہ ماند بستی و غفلت مدام
سحر را نماید ور اندیشہ شام
بخواب گراں از جہالت بود
ہمہ کار او بر بطالت بود
سہ قسم است آرام ازجن بداں
کہ آسودگی بخش جسم ست و جاں

یکے آنکه بعد از ریاضت بود
که از هر دو عالم فراغت بود
اگر چند زهرست در ابتدا
چو آب حیاتست در انتها
دل آدمی چون بسویش کشد
بچیند گل وصل و بویش کشد
ازین خوشدلی گردد آسوده جان
چنین راحتے را تو سالک بخوان
دوم حاصل از لذت حس شود
ملالے نماید ولے مس شود
ندیدم کسے را بروے زمین
نه در دیوتا ها نه چرخ برین
ازین هر سه گن برکرانه بود
مگر آن خدائی یگانه بود

هویدا است بر چار ارکان سخن
به یکباره تقسیم شد نقش سخن

بقوت سخنگو به احسن بود
که پاکیزه و خشک دامن بود

دل و پنج حس را بدست آورد
بقوت رعونت شکست آورد

ریاضت بصبر و تحمل کشد
به ریگ معانی تأمل کشد [illegible]

تناسش بود پرگار [illegible] [illegible]
بعلم الیقین هم بعین الیقین [illegible]

[illegible] ست رنج برا [illegible]
قضا نقش هر پیشه‌ای [illegible]

سخاوت شجاعت شرافت شده
همه جهد بودان به تحصیل علم

اے کشمیری

خیال ریاست بسر داشتن
ز احوال هرکس خبر داشتن
نگهداشتن پاس جاه و جلال
تأمل نمودن بفکر مآل
خبردار بودن بفن سلاح
تحمل نمودن که بخشد فلاح
بجوی رنج و غم کند کار بیش
سه گونه نمودند کردار بیش
زراعت تجارت سپاهی دگر
ندارد خیالات دیگر بسر
بود خوب تحسین نمودن ترا
بود خدمتش کار صبح و شام
هر آنکس که بر دفع خود قائم است
دلش خرم و بهره ور دائم است.

پسندد کسے را باعمالِ خویش
کہ از عقل و فہم و تمیز ست بیش
ہماں جلوہ شد جلوہ گر در ہمہ
ہماں نور تابش کند بر ہمہ
رسد تا بمقصود راحت کند
نہ آمد شدن با فراغت کند
بدین دگر رہ نمودن خوش است
بائین خود جاں سپردن خوش ست
اگر سارِ شایان خود کردہ ست
زنیکان عالم سبق بردہ است
اگر چند بے عیب کردار نیست
ولے ہیچ کار خود ست کار نیست
چو آتش کہ عیب و خال در وے است
بایں عیب ہم ترک آتش کے است

کند کار از مرده دل بر کند
خیال تکبر ز سر دور کند
خرد را دران دخل کمتر دهد
که تا شغل امید او بر دهد
نداند که من مے کنم این عمل
اگر اینچنین کرده شد بے خلل
ز ترک عمل آنچه حاصل شود
بدست آید او را و کامل شود
کند هرچه لله بیندازدش
خدا بندهٔ خویش بیندازدش
بطرزیکه واصل بحق مے شود
پیے رحمتش مستحق مے شود
ازان اندکے گوش کن اے پسر
که کردم ز راز حقیقت خبر.

کند ترک لذات حسی نخست
بدست آورد دل بعقل درست

خیال محبت ندارد بسر
نه از کین فراشد کسی را جگر

بخلوت نشسته غذا کم کند
چو وحشی ز دنیائے دوں رم کند

زبان و دل و دیں نگہدار داد
خیال ہماں رشک سرو ار داد

خودی و غرور و غضب حرص و آز
ازیں ہا بیا تر شود بے نیاز

ذخیرہ نہ کردن کند اختیار
ندارد محبت بخویش و تبار

چنیں شخص آخر ہماں مے شود
ہمہ تن دل و جملہ جاں مے شود

هر آنکس که خودبست او خوشدلست
همیشه به محبوب خود واصلست
تمنّاش نبود که خود مقصد است
که بر دین و دنیاش دستی زوست
برابر بود پیش او مور و فیل
همین است عرفان او را دلیل
چو من مے شود سیر تا بمن
تو هم آشنا شو خدا را بمن
چو بر من کند تکیه بر کار و بار
بود دلبر مقصدش در کنار
بامداد و تائید فضل و سداد
دل خویشتن را بمن هرکه داد
زبند غم و درد آزاد شد
جهانش ببنیاد من از یاد شد.

اگر از خودی پابگِل مانده اند
بسے دور از راهِ دل مانده اند
غلط هست از جنگ خویشاں گریز
مشیت همی آردت برستیز
تو شاهی و خوبت شجاعت بود
نمایاں ز رویت شجاعت بود
بپاے تو زنجیر مردانگی است
چنیں بے دلیها ز دیوانگی است
کند خوے تو عاقبت کار خویش
کنی جنگ با پیرو فرزند خویش
و لے نیست کو منزل یار نیست
ازیں راز هر کس خبردار نیست
بچرخ است عالم ز فرمان او
سر عاشقان است قربان او

همه هست از قدرت کردگار
نه کار من و تست این کار و بار
پناهنده شو با خدای کریم
بغیر از کرم نیست رای کریم
باو دار چشم و باو دار گوش
باو دار دل را که تا هست جوش
پرستار او باش در یاد او
گرفتار او باش و آزاد او
قلم کش بر اوراق و آئین کیش
وز آن کن تو شستو دل و دین و خویش
در معرفت بر تو کردیم باز
تأمل کن و کار خود را بساز
ز هر بند آزاد او سازدت
ز هر گونه غم شاد او سازدت

کنوں بشنو از من کہ یارِ منی
باخلاصِ دل رازدارِ منی

بمن دار دل نے بہ سوئے غیر
بمن باش دائم نہ در کوئے غیر

پرستارِ من باش ہر صبح و شام
مرا سجدہ کن با نیازِ تمام

مرا یاد کن تا بیابی مرا
بہ بینی بصد بے حجابی مرا

بمن مے رسی عہد بستم بتو
بہر حال اے یار ہستم بتو

رہ و رسم و آئین دیں را گذار
بمن روئے دل از محبت بیار

تفکر مکن حامیٔ تو منم
کہ بخشندہ کن حامیٔ تو منم

[illegible]

[illegible]

[illegible] باطل [illegible] باطل [illegible]

[illegible] باطل [illegible]

[illegible] را [illegible]

[illegible] سال [illegible]

هر آنکس که این راز را [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

هر آنکس که [illegible]

[illegible] حیات [illegible]

جواب [illegible] سوال که [illegible]

هر آنکس که [illegible]

اگر گوش دارد کس از اعتقاد
بود فارغ از رشک و حقد و عناد
خوشا حال او خوش سر انجام او
برین صفحه ماند بسا نام او
بگو هرچه گفتم شنیدی ز دل
هم از قوم و خویشان بریدی ز دل
بگفتا که از یمن ارشاد تو
ببستم دل خویش با یاد تو
بخویشان محبت نمانده مرا
که عرفان بجائے رسانده مرا
بفرمان تو بسته ام من کمر
ندارم ز پیکار کردن حذر
دگر شیخ با راجه گوید سخن
که از لطف بپاکش وحید زمن

شدم محرم این سخنهای راز
که می گفت آن مظهر بی نیاز

سحر و رد پاکیزه گیان است این
دوای دل سینه ریشان است این

عجب گفتگوییست دلشاد کن
ز قید غم و درد آزاد کن

چنان جلوهٔ حسن او دیده ام
که از خود فراموش گردیده ام

چه من پرسی از من ظفر یاب کیست
پئے تخت شاهنشهی باب کیست

بجائے که چون کشن جوگیشر است
که از نور او هر دو عالم پر است

بجائے که ارجن کماندار ہست
باقبال خوبی سر و کار [illegible]

همانجاست دولت همانجاست داد

همانجاست فتح و ظفر یاد باد

اگرچه فخر [illegible] بجاست

و [illegible] ش نماست

[illegible] پروردگار

[illegible] گانه

[illegible]

[illegible]

[illegible]